

وَلَقَدْ تَصَرَّكُمُ اللَّهُ بَدْرًا وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ

ہفت روزہ
قادیان

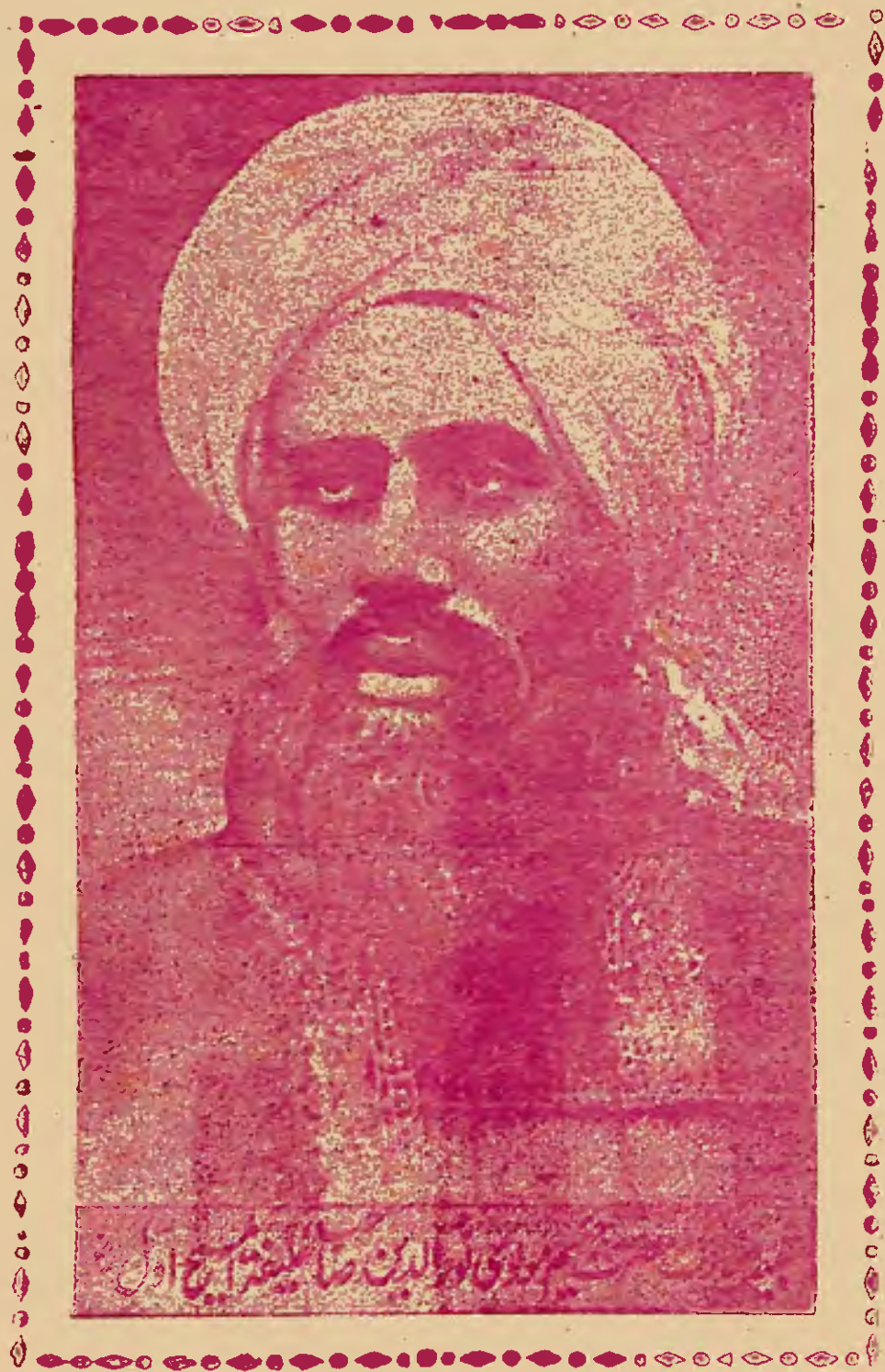
سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان کا تبلیغی، تعلیمی اور تربیتی ترجمان!

شمارہ (20)

۱۱

خلافت نمبر

بجز ان کہ وقت تو نزدیک و پائے خمیاں بر مناریند از حکیم افغان
(ابا) حضرت یحییٰ موعودؑ



پیشوا حضرت مولانا محمد شفیع صاحب مدظلہ العالی



ادارہ تحریر
ایڈیٹر: خورشید احمد نور
نائبین
جاوید اقبال اختر — محمد نعیم غوری

ہفت روزہ بدر قادیان

خلافت نبوی

بابت

۱۵ ہجرت ۱۳۵۹

مطابق

۲۹ جمادی الثانی ۱۳۰۰ھ - ۱۵ اپریل ۱۹۸۰ء

جلد : ۲۹

شمارہ : ۲۰

شرح چٹان

سالانہ	۲۰ روپے
ششماہی	۱۰ روپے
ماہانہ غیر بذریعہ	
تعمیری ڈاک	۲۵ روپے
فنی پرچیا	۴۰ روپے

اسے شمار کیجیے

- ۱۔ نظام خلافت - ایمان اور اعمال صالحہ سے مشروط نظام (اداریہ) ۲
- ۲۔ انبیاء کے خلفاء کا انتخاب عمیر بنیہ ہوتا ہے
- ۳۔ تبرکات حضرت زین العابدین علیہ السلام اور شہیدہ زینب
- ۴۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما
- ۵۔ محرم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما
- ۶۔ انعامات نبوت کو دائمی بنانے کا ذریعہ خلافت
- ۷۔ محرم انعام مولانا بشیر احمد صاحب فاضل دہلی ۵
- ۸۔ خلافت امیر اور اس کی برکات
- ۹۔ محرم مولانا حکیم محمد رفیع صاحب مدرسہ اسلامیہ
- ۱۰۔ خلافت کا بابرکت نظام از روئے تجربہ حضرت امیر علیہ السلام - محرم مولانا عبدالقی صاحب ۱۰
- ۱۱۔ پرچیا! دائم خلافت کا نظام - (تکمیل)
- ۱۲۔ محرم عبدالرحیم صاحب راتھور ربوہ
- ۱۳۔ منصب خلافت حضرت خلیفہ اول کی تحریکات کی روشنی میں - محرم مولانا محمد رفیع صاحب ۱۳
- ۱۴۔ نظام خلافت سے وابستگی اور اس کی برکات
- ۱۵۔ محرم مولانا امیر احمد صاحب بان کلکتہ
- ۱۶۔ نظام خلافت مذہب دائمی نظام کا حصہ ہے
- ۱۷۔ محرم محمد عبداللہ صاحب بی ایس سی حیدرآباد
- ۱۸۔ برکات خلافت
- ۱۹۔ محرم مولانا محمد اسحق صاحب ربوہ
- ۲۰۔ خلافت امیر کا ثبوت اہل پیغام کی تحریکات سے
- ۲۱۔ محرم مولانا نور شہید احمد صاحب پشاور قادیان
- ۲۲۔ مسلمہ خلافت اور اہل پیغام
- ۲۳۔ محرم خواجہ محمد صدیق صاحب فاضل صدر واہ
- ۲۴۔ اپنے آپ کو ہمیشہ خلافت کے ساتھ ساتھ رکھو
- ۲۵۔ ارتقا حضرت آدم علیہ السلام سے محمد مصطفیٰ رضی اللہ عنہما

اداریہ

نظام خلافت

ایمان اور اعمال صالحہ کی مشروطیت کا عظیم نام

ذاتے باری تعالیٰ منجملہ دیگر بے شمار صفات کاملہ کے ساتھ مصنف ہونے کے چونکہ صفت نعیم و کریم کی بھی حامل ہے اس لئے اس کے افعال و انعامات کو مختلف رنگوں اور صورتوں میں ہر آن مسلسل دھار بارش کی طرح نازل ہوتے ہوئے ہم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہیں۔ ان بیش بہا افعال و انعامات سادی میں سے بہت سے تو ایسے ہیں جن کا فیضان خدا تعالیٰ کی صفت رحمانیت کے طریقے بغیر کسی تخصیص و امتیاز اور ہر کسی استحقاق و اہلیت کے ہر نوع کی مخلوق پر عادی ہے اور جن سے بلا تفریق امتیاز شرف المخلوق انسان سے لے کر ایک مکروہ ذبیحہ یا حیوان تک اپنے اپنے ظرف و احتیاج کے مطابق فیضیاب ہو رہی ہے۔ زیادہ تفصیل میں نہ جاتے ہوئے صرف اس وسیع و عریض کائنات، اس کے ابلخ و محکم نظام اور اس نظام کائنات کے تمام اجزائے ترکیبی پر غور کیجئے۔ یہ سب آپ کو کسی نہ کسی رنگ میں تمام مخلوق خداوندی کی بے لوث خدمت گذاری پر اس طور سے ماحور نظر آئیں گے کہ مخلوق خدا کی کوئی جنس کسی جنس کی کوئی نوع اور کسی نوع کا کوئی فرد ان موجودات عام میں سے کسی ایک پر بھی اپنی بلا دستی یا اختیارات کلی کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔

دوسری جانب خدا تعالیٰ کے بے شمار انعامات اس قبیل سے تعلق رکھتے ہیں جن کا نزول استحقاق و اہلیت کا تقاضا کرتا ہے۔ یعنی جس طرح ان نعموں کا حصول بعض مخصوص شرائط کو پورا کرنے کے ساتھ مشروط ہوتا ہے بعینہ ان کا مورد بننے رہنے کے لئے بھی اسی استحقاق اور اہلیت کو برقرار رکھنا لازمی ہے۔

ناظم کون و مکان نے جہاں اس وسیع و عریض کائنات کو ایک شمس خورشید کا پابند بنایا ہے وہاں اس کائنات کی اشرف ترین مخلوق ہونے کے ناطے اس نے ہر ایسے فرد بشر کے لئے جو کارگاہ حیات میں ترقی و سر بلندی کا خواہاں ہو یہ لازمی قرار دیا ہے کہ وہ اپنی شخصیت کو نمایاں کرنے اور مساعی کو مفید و تمیز خیز بنانے کے لئے ایسے منظم اجتماعی شکل اختیار کرے جو اپنے تمام اجزائے ترکیبی کے ساتھ ایک ہی نقطہ مرکزی کی تابع ہو۔ حیات انسانی کے مختلف شعبوں اور ان شعبوں کے مختلف النوع تقاضوں کے باعث یہ نقطہ مرکزی بھی مختلف صورتوں اور کیفیات کا حامل ہو سکتا ہے۔ اسلام چونکہ ایک مکمل اور جامع روحانی ضابطہ حیات کا علم برقرار ہے اس لئے اس نے اپنے متبعین کی روحانی استعدادوں کی نشوونما کے لئے اسی نقطہ مرکزی کو خلافت علی منہاج النبوة کی شکل میں پیش کیا ہے چنانچہ وہ اس بابرکت نظام کو اللہ تعالیٰ کی ایک انبیئت قرار دیتے ہوئے ہیں اس سے باریں الفاظ متعارف کرتا ہے کہ: "ما کانت النبوة قط الا تبعثھا خلافتہ"۔ یعنی جب بھی اللہ تعالیٰ نے ہم کو براہ نرس انسان کی ہدایت و راہنمائی کے لئے اپنا کون فرستادہ مبعوث کیا تو اس کے مشاہد اس کے مقدس مشن کو جاری رکھنے اور باقی تکمیل تک پہنچانے کے لئے سلسلہ خلافت کو ضرور جاری فرمایا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ انبیاء کی بعثت جس ان بنیادی صداقتوں کی تم ریزی کے لئے تھی ہے بروردہ کے باعث دنیا کی نگاہوں سے اوجھل ہو چکی ہوتی ہیں اور چونکہ انبیاء علیہم السلام کا بابرکت وجود بھی بشری تقاضے کے تحت محدود عرصہ حیات کا حامل ہوتا ہے جبکہ ان کے سپرد تربیت و اصلاح کا مقدس فریضہ اپنی کمال تکمیل کے لئے ایک طویل مدت اور بے شمار کا تقاضا ہوتا ہے اس لئے خدا تعالیٰ ہر نبوت کے بعد اس کے تمہ کے طور پر نظام خلافت کو جاری فرماتا ہے۔ اسی منہج کو باقاعدہ ہم یوں بھی ادا کر سکتے ہیں کہ آفتاب نبوت کے ظاہری غروب کے بعد نظام خلافت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ماہیاب نبوت کے صحنہ انعام فرماتا ہے جس کے روحانی انکسار سے اہل جماعت عرصہ واز تک نور نبوت کا انکسار کرتی چلی جاتی ہے۔

پس خلافت علی منہاج نبوت کا بابرکت نظام اللہ تعالیٰ کے بیش بہا روحانی انعامات میں سے ایک ایسا عظیم الشان آسمانی انعام ہے جو فیضان نبوت کو ایک غیر محدودی طور پر طویل عرصہ تک جاری و ساری رکھتا ہے۔ اگر اس سلسلہ میں کہیں اس حقیقت کو فراموش نہیں کیا جانا چاہیے کہ یہ عظیم اور بابرکت نعمت بھی اللہ تعالیٰ کی ان گناہا نعمات میں سے ایک ہے جن کا حصول استحقاق و اہلیت کا تقاضا ہی ہے اور جن کی بقا بھی اس معیار استحقاق کو ہر آن برقرار رکھنے کا تقاضا کرتی ہے۔ چنانچہ سورہ نور کی آیت استخلاف میں اللہ تعالیٰ نے جہاں امت مسلمہ میں نظام خلافت کے قیام کا حتمی وعدہ فرمایا ہے اور اس کے ذریعہ تکمیل دین، استحکام توحید اور قیام امن جیسے مہتمم بالشان فیوض و برکات کا تذکرہ کیا ہے وہاں سب سے پہلے اس نے اس روحانی نظام کے استحقاق کے لئے یہ شرائط پیش کی ہیں کہ

الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

یعنی اس روحانی انعام کے اہل صرف وہی لوگ قرار پائیں گے جو ایمان اور عمل صالح کے جملہ تقاضوں کو پورا کرنے والے ہوں گے اس جگہ چونکہ روحانی خلافت کا ذکر ہوا ہے لہذا انہی معنوں کے اعتبار سے آیت زیر بحث میں آمنو منکم و عملوا الصلحت کے الفاظ میں مخصوص طور پر ایمان بالخلافت اور ان اعمال صالحہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو خلافت جیسی نعمت کو قائم و دائم اور جاری و ساری رکھنے کے لئے ضروری ہوتے ہیں۔

اسلامی تاریخ شاہد ہے کہ دور اول کے مسلمان جب تک ان شرائط پر کار بند رہے اور ایمان و اعمال صالحہ کے جملہ تقاضوں کو پورا کرتے رہے تب تک بمطابق فرمان نبوی۔

ثم تكون الخلافة على منهاج النبوة ما شاء الله ان تكون (مسند احمد بلوغ نبوت و ہدی) اللہ تعالیٰ کا مشروط حتمی وعدہ "کیسبت خلقنہم" بھی ان کے حق میں پورا ہوتا رہا چنانچہ خلافت راشدہ کے مختصر مگر انتہائی بابرکت دور میں نہ صرف مسلمانوں کی صفوں میں مکمل اتحاد رہا بلکہ وہ اپنی تنظیمی قوت کو مجتمع رکھنے کے باعث اپنی عسکری و جغرافیائی حدود کو روز افزوں وسعت دینے کے ساتھ ساتھ امداد کے کلمہ اسلام کے مقدس فریضہ کو بھی تمام وکمال انجام دیتے رہے مگر جب بعد میں آنے والے غیر تربیت یافتہ مسلمانوں کے دلوں میں اس عظیم روحانی انعام کی قدر و منزلت گھٹتی شروع ہو گئی اور انہوں نے اپنی عاقبت نا اندیشی کے باعث خلافت کی بابرکت قبا کو چاک کر کے امت کے بستیج شیرازہ کو خود اپنے ہی ہاتھوں و باقی دیکھنے تک (پر

الاعمال نبوت کو دائمی بنانے کا ذریعہ خلافت

از محترم الحاج مولانا بشیر احمد صاحب فاضل دہلوی ایڈیشنل ناظر امور عامہ ماٹیان

اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے ماہرین کا نصب العین اس کی توحید کو قائم کرنا ہوتا ہے دوسرے لفظوں میں یوں کہنا چاہیے کہ وہ خدا کی بادشاہت اور روحانی نظام کو قائم کرنے کے لئے آئے ہیں ابتدائے آفرینش سے ہی اللہ تعالیٰ نے روحانی نظام کو قائم کرنے کا یہی طریق جاری فرمایا ہے کہ نبی کے ذریعہ اس نظام کی بنیاد رکھتا ہے اپنی شریعت جاری فرماتا آخلاق و مخلوق کے تعلق کو مضبوط کرتا ہے اور پھر خلفاء کے ذریعہ اس روحانی نظام کو پایہ تکمیل تک پہنچاتا ہے۔

قرآن مجید میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور آپ کے مقاصد کا ذکر کرتے ہوئے اللہ فرماتا ہے۔

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝

(سورۃ الجمعہ)
ترجمہ: اللہ ہی ہے جس نے امیوں میں اپنے عظیم رسول کو بھجوا کر بھیجا جو ان پر اللہ تعالیٰ کی آیات کو پڑھتا ہے ان کا تزکیہ نفوس کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے اگر یہ لوگ اس سے پیشتر کھلی گمراہی میں تھے۔

اس آیت میں نبوتِ محمدیہ کے چار مقاصد بیان کیے گئے ہیں۔

۱. تلاوت آیاتِ خداوندی
۲. تزکیہ نفوس
۳. تعلیم کتاب
۴. تعلیم حکمت

یہ چاروں مقاصد حضرت معلم کے ذریعہ پورے کئے گئے آیت کے ذریعہ قرآن مجید میں اعلیٰ و ارفع شریعت قائم کی گئی صحابہ کرام کو آپ کے ذریعہ معارفِ قرآنی سکھائے گئے ان کا تزکیہ نفوس ہوا اور انہیں آسمانی احکام کے وہ اسرار اور حقیقتیں سکھائی گئیں کہ وہ دنیا میں سے علم اور اسرارِ دینی تھے۔ پھر خلافت قائم فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ ہی خلافت کا دوسرا دور فرمایا جس کا ذکر

سورہ نور کی ان آیات میں ہے

وَعَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ س وَلْيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلْيُبَدِّلْ لَهُمُ مِنَ الْأَعْمَالِ أَمْثَلًا يُعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں میں سے جو نیکو کار ہیں یہ وعدہ فرمایا ہے کہ ان کو زمین پر تخلصاً بنائے گا اور ان میں خلافت کو قائم کرے گا اور یہ اس سنت کے مطابق ہوگا جیسا کہ وہ پہلے نبیوں کی جماعتوں میں اس نظامِ خلافت کو قائم کرتا رہا ہے پھر اس باریکتِ نظامِ خلافت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ان کے لئے برگزیدہ دینِ اسلام کو تکمیل بخشنے گا۔ اسے مضبوط کرے گا اور اسے دنیا میں پھیلانے کا اس راستہ میں ان پر جو بھی خوف کی حالتیں پیدا ہوں گی اللہ تعالیٰ انہیں ان سے بدل دے گا وہ لوگ صرف اللہ کی عبادت کریں گے اور کسی قسم کا شرک نہیں کریں گے ان خلفاء کا انکار کرنے والے اور اس نظامِ خلافت کی ناقدری کرنے والے خدا کے ہاں نازمان اور ناسحق قرار پائیں گے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبوت کے بعد سب سے بڑی نعمتِ خلافت کا ذکر فرمایا ہے اور یہ بتا رہا ہے کہ انعاماتِ نبوت کو دائمی بنانے کا ذریعہ خلافت ہے سورہ بقرہ میں جن مقاصد نبوت کا ذکر ہے انہیں مقاصد کا تیسرا سورہ نور کی مذکورہ آیت میں ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے نبوت کو قائم کرنے کے لئے فرمایا ہے کہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

إِنَّمَا كُنْتُ نَبِيًّا وَ كُنْتُ الْوَالِدُ الْأَخِيرَ خَلْفَتَهُ

دکنز العمال) کہ ہر نبوت کے بعد دو خلافت ضروری ہے کہیں ایسا نہیں ہوا کہ نبوت کے بعد خلافت کا وجود نہ ہو۔

نبی کے انتخاب میں مشیتِ ایزدی کام کر رہی ہوتی ہے نبی کے ماننے والے ایک ایک دو دو کر کے اس کے گرد جمع ہونے شروع ہوتے ہیں اور اس کی آواز پر لبیک کہتے ہیں نبی کے حکم کی تعمیل کرنا موجب سعادت سمجھتے ہیں۔

نبی کے تزئینت یافتہ صحابہ کی جماعت اپنے عاشقانہ دلولہ کے ماتحت یہ تصور بھی نہیں کر سکتی کہ خدا کا نبی ایک دن وفات پا جائے گا لیکن نبی آخر الزمان ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے غیر متبدل قانون کے ماتحت آخر ایک دن اسے موت کا گھونٹ پینا پڑتا ہے جو تمام آدم زادوں کے لئے ابتداء سے مقدر ہے اور اسے اس دارِ فانی کو چھوڑنا پڑتا ہے اس سانحہ کے وقوع پذیر ہونے پر ایک زلزلہ پیدا ہوتا ہے اور ان لوگوں کی جماعت کو یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ اپنے مہاراجہ ہو گئے ایسے موقع پر کئی طرح کے طباہی ڈھنگ جاتی ہیں دشمن بھی سر نکالتا ہے اور سمجھتا ہے کہ یہ گلشنِ مدعا نیت تباہ برباد ہو جائے گا۔ لیکن خدا کا زبردست ہاتھ نبی کی جماعت کو سنبھال لیتا ہے اور قدرتِ ثانیہ کے ذریعہ پریشان دلوں کو تقویت اور تمکنت عطا فرماتا ہے یعنی خدا اپنے وعدے کے مطابق اس جماعت میں سلسلہٴ خلافت جاری فرماتا ہے حضرت شیخ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:-

"میں باپ سے درخواست کروں گا کہ وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشنے گا کہ اب تک تمہارے ساتھ رہے۔"

(یہ خطاب بلا آیت ۱۶) حضرت شیخ علیہ السلام نے اس میں اس نکتہ کی طرف توجہ دلائی ہے کہ چونکہ انسان کے لئے موت مقدر ہے اس لئے نبی بھی تم سے جدا ہو جائیں گا لیکن اگر تم چاہو تو بحیثیت قوم ابداً زندہ رہ سکتے ہو۔ انسان اگر چاہے تو وہ ابداً تک زندہ نہیں رہ سکتا لیکن اگر تو میں چاہوں تو خلافت کے ذریعہ ابداً تک زندہ رہ سکتی ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت وضاحت کے ساتھ یہ احادیث فرمائی تھیں کہ میرے بعد خلافت علی منہاج النبوت کا سلسلہ شروع ہوگا اس کے بعد ظالم بادشاہوں کا دور رہے گا پھر پھر ہی حکمران کا زمانہ آئے گا اور اس کے بعد پھر خلافت علی منہاج نبوت کا دور شروع ہوگا۔

سورہ جمعہ کی آیت وَاخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ میں ہی ہوئی تھی اور اس وقت خلافت علی منہاج النبوت کا دور دوبارہ شروع ہونا تھا۔

حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے چودھویں صدی کے سرور کسب معبود معبود اور موجود اقوام عالم بنا کر بھیجا آپ نے اگر مایوس قوم کو بشارت دیا۔ تلاوتِ آیات تزکیہ نفوس تعلیم کتاب اور تعلیم حکمت کا کام سر انجام دیا اور بتایا کہ اسلام کا خدا زندہ خدا ہے وہ آج بھی اسی میں موجود ہے جس طرح آج سے ۱۴۰۰ سال قبل موجود تھا۔ بلکہ ہمیشہ سے موجود ہے اور وہی خدا ہے جس نے قرآن مجید نازل فرمایا اور اسلام راہِ ابدی دین قرار دیا اور خدا نے مجھے بھیجا ہے تائیں لفظ کھڑے علی الدین کلہ کے خدائی وعدہ کے ماتحت اس دین کو کل ادیان پر غالب کر دکھاؤں اور ساتھ ہی فرمایا کہ اس کام کی تکمیل خلافت کے ذریعہ ہوگی جو انعاماتِ نبوت کو دائمی بنانے کا ذریعہ ہے۔

چنانچہ فرمایا:-

"تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں اور وہ دوسری قدرت آ نہیں سکتی جب تک میں نہ جاؤں جب میں جاؤں گا تو پھر اس دوسرا قدرت کو تمہارے لئے بھیج دوں گا پھر ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گا۔" (رسالہ الوصیت)

۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت شیخ علیہ السلام کا وصال ہوا اور ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء جماعت احمدیہ نے بارہ صدیوں کی تاریخ میں حضرت مولانا نور الدین "کوٹو" کا جلا جیلہ منتخب فرمایا اور جماعت احمدیہ میں قدرتِ ثانیہ کا دور شروع ہوا۔ ملازمہ ۱۹۱۰ء حضرت خلیفۃ المسیح الاول مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت رابعی الدین محمود احمد حضرت شیخ معبود علیہ السلام کے دوسرے خلیفہ منتخب ہوئے آیت اکیاون سال تک خلافت پر متمکن رہے۔

اور آپ کے عہد خلافت میں جماعت کو برہنہ سے تمکنت حاصل ہوئی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مفاد کو پورا کرنے کے لئے آپ نے سعی بلیغ فرمائی اور آپ کے عہد خلافت میں جماعت پنجاب اور ہندوستان سے نکلی کر باہر کے ملکوں میں پھیلی گئی۔ اور جب نومبر 1915ء میں آپ کا زمانہ پورا ہوا تو حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ تیسرے خلیفہ منتخب ہوئے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ کے زمانہ میں بھی جماعت دن دوئی اور رات چوگنی ترقی کر رہی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر مویہ الہام نازل ہوا تھا کہ میں تیری بیٹی کو زمین سے نکال دوں تک پہنچاؤں گا۔ اسے ہم اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں اور یہ سب برکتیں خلافت کی وجہ سے ہیں اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کا عظیم شہدہ ناقص اور ناقص رہ جاتا۔ پس شرعاً اور عقلاً نبوت کے بعد اقامت نبوت کو دائمی بنانے کے لئے خلافت کا قیام لازمی ہے کیونکہ اس کے ذریعہ صحیح دین کی حفاظت ہوتی ہے۔ دین کو تمکنت اور استحکام حاصل ہوتا ہے۔ نبی کی روحانیت کا دور لیا جاتا ہے۔ ان اواخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک حدیث درج کر کے اپنے اس عنوان کو ختم کرتا ہوں

حضرت عباس بن ساریہ کی روایت ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بعد نہایت ہی خوش رنگ میں وعظ فرمایا۔ وہ وعظ ایسا دردناک تھا کہ لوگوں کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور دل خوف سے ہلکے ایک

بے بدعتی جماعت میں خلافت کا قیام فرماتا ہے

صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ الوداع کہنے دے کا وعظ ہے۔ حضور ہمیں کوئی وصیت فرمائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری وصیت ہے کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور امام اور خلیفہ وقت کی پوری پوری اطاعت کرو خواہ جتنی غلام ہو یا درگھو کہ میرے بعد زندہ رہنے والے بہت سے اختلاف دیکھیں گے۔ پس تم پر فرض ہے کہ میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو۔ پوری طرح اس کی اتباع کرو اور سختی سے اس پر قائم ہو جاؤ۔ نئے نئے امور سے بچتے رہنا کیونکہ ہر نئی بات بدعت اور ہر بدعت ضلالت ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ تمام فتووں اور بدعتوں کا علاج صرف یہ ہے کہ سنت نبوی اور سنت خلفاء کو رہبر بنایا جائے۔ دین حنیف کے قیام اور اس کی حفاظت اور اس کی اشاعت کا یہی طریق ہے کہ سنت نبوی اور سنت خلفاء کی اتباع کی جائے۔ از روئے قرآن مجید و احادیث نبویہ خلافت انصاف نبوت کو دائمی بنانے کا ذریعہ ہے اور اس کا دوسرا ضابطہ بحال رہنے والے مومنوں سے فرمایا ہے گویا خلافت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی جائے۔ دائی دائمی لغت ہے۔ مگر اس کے پانے اور محفوظ رکھنے کے لئے ایمان اور عمل صالح ایک لازمی شرط ہے۔

(MARBEE-CLADINE)

پہلیں ایشیا میں پیر ماہ بل کلیدنگ کا افتتاح

الحمد للہ کہ مورخہ ۷۔ ہجرت (مورخہ ۱۹۱۵ء) کو مینارہ الیسیہ پر سنگ مرمر کی پیلٹیں چڑھانے کا کام اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں کے ساتھ شروع ہو گیا اور مورخہ ۵۔ ہجرت (مئی) کو مکرم بشیر الدین احمد صاحب جنہیں محترم شیخ محمد الیاس صاحب احمدی امیر جماعت احمدیہ یاد کرنے کے لئے کراچی اور جھانڈا میں سنگ مرمر کی پیلٹیں وغیرہ تیار کرنے کے کام کی نگرانی پر مقرر کیا گیا۔ ایک ٹرک پیلٹیں اور چند کارگروں کو لیکر قادیان پہنچے تھے۔ اعلان کے مطابق ۷۔ ہجرت (مئی) کو تین نماز مغرب کے بعد پنجاب قادیان اور دستوراً مسجد اقصیٰ میں جمع ہوئے اور محترم حضرت ساجزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا پڑھ کر دعاؤں کے ساتھ اپنے ساتھ سے سنگ مرمر کی ایک پیلٹ لہجہ فرمائی۔ بعدہ اجتماع دعا فرمائی۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس کام کو قبول فرمائے۔ امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی منشاء مبارک کے مطابق کہیں

سیرت حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کو احمدی ہی خیال کرتا تھا لیکن اگر حضرت مولانا صاحب توجہ نہ دلاتے تو میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کی مساد سے محروم رہ جاتا

محترم چودھری صاحب نے فرمایا آپ خلیفہ بنے تو خاکسار بیعت کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اس کے بعد اکثر وقت حضور کی صحبت اور شفقت میں گزرنے کا موقع ملا۔ ۱۹۱۵ء میں بیمار ہوئے اور ان آپ اپنی نشست سے باہر نہ جا سکتے تھے اس لئے مسجد کی بجائے آپ اپنے چار بائی کے پاس ہی نماز ادا کرتے۔ آپ تکیوں کے سہارے بیٹھ کر مریضوں کو دیکھتے۔ حاجت مندوں کی حاجت روائی کرتے۔ مندرجہ خلافت سے متعلق احکام اور ہدایات جاری کرتے۔ اذان ہوتی تو احباب سر فرماتے مسجد میں جا کر نماز ادا کر دیتے۔ یہاں پہلے دن حاضر ہوا اور آپ کے ارشاد پر نماز کے لئے مسجد میں جانے لگا تو فرمایا تم یہیں نماز ادا کرو۔ ان دنوں مسیح تصور صاحب نماز پڑھاتے تھے میں آپ کے دائیں جانب چند اشع و صلہ پر کھڑا ہوتا تو آپ اپنے دائیں ہاتھ سے پکڑ کر مجھے اپنے قریب کولتے ایک دن اتفاق سے تصور صاحب موجود نہیں تھے تو آپ نے مجھ کو نماز پڑھانے کا ارشاد فرمایا۔ اور خود میری اقتدا میں نماز پڑھا۔ ایک دفعہ آپ کے جسم مبارک کو دبانے کا موقع بھی ملا۔ اس دن آپ نے فرمایا۔ میں ہم نے آپ کے لئے بہت دعائیں کی ہیں۔ انگلستان تعلیم کے

لئے جانے کی تیار کر کے لگا کر آپ کی خدمت میں اجازت کا طالب ہوا۔ آپ نے میرے خط پر نہایت مختصر طور پر تحریر فرمایا۔ استخارہ کر لیں آپ باپ اور آپ کے والد بچھا۔ اور ان ایشیاں ہوتی تو اجازت سے۔ انگلستان جا کر بھی میں آپ کی خدمت میں خط لکھتا رہا۔ آپ میرے خط پر جواب دیتے۔ میری دعا ہے کہ آپ کی وفات کے چند ماہ بعد میری وفات کا قادیان آیا تو عزیزم میں جہاں جا کر میرے لئے مجھے بتایا کہ آپ جب جہاز سے مسجد میں تشریف لے جائے تھے تو فرمایا اللہ کے خطوط میری جیب میں تھے۔ دو ہم اس کے لئے دعا کریں گے۔ انگلستان کی روانگی سے پہلے آپ نے ازراہ شفقت مجھے اپنے پاس لٹھیا اور چند فصاح لکھوائیں جن سے میں نے بہت فائدہ اٹھایا۔

محترم چودھری صاحب نے فرمایا کہ ۱۹۱۵ء کو دو بج کر میں منٹ پر عین نماز کی حالت میں آپ اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی وفات پر پاک و مندرجہ اخبارات نے بکثرت تبصرے کیے۔ مولانا ابو الکلام آزاد نے لکھا۔

”حضرت موعود نور الدین صاحب نے تم قادیانی وہ علامہ دہریہ کی ساری عمر قرآن شریف کے پڑھنے پڑھانے میں گزری ہر مذہب و ملت کے خلاف اسلام کا رد آپ نے کیا۔ قرآنی سے کیا آپ کے پاس تم تفسیر کا بہت بڑا ذخیرہ تھا۔ (الہلال کلکتہ ۱۸ نومبر ۱۹۱۵ء صفحہ ۳۷۳)

(منقول از افضل ۴ جنوری ۱۹۸۰ء)

قادیان میں شادی کی ایک تقریب

مورخہ ۷۔ ہجرت (مئی ۱۹۱۵ء) کو بعد نماز عصر مکرم محبوب احمد صاحب امرودی ابن مکرم ضمیر احمد صاحب امرودی مرحوم کی تقریب شادی عمل میں آئی۔ اس سے قبل ان کا نکاح مکرم مجیدہ نصرت صاحبہ بنت مکرم قریشی محمد شفیع صاحب عابد درویش نائب ناظر اعلیٰ کے ساتھ ہو چکا تھا۔ چنانچہ بعد نماز عصر مسجد مبارک میں دولہا کی لکچوشا کے بعد تلاوت کلام پاک ہوئی۔ بعدہ محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر مقامی نے اجتماع دعا کرائی۔ اس کے بعد بہات مکرم قریشی محمد شفیع صاحب عابد درویش کے مکان پر لکھی یہاں پر بھی تلاوت و نظم کے بعد محترم حضرت امیر صاحب مقامی نے اجتماع دعا کرائی۔

مورخہ ۹۔ ہجرت (مئی ۱۹۱۵ء) کو مکرم شریف احمد صاحب شیخ پوری جو مکرم محبوب احمد صاحب امرودی کے پوچھا ہیں اپنے مکان پر دعوت دیکھ کر ہجرت کیا۔

خلافت احمدیہ اور اس کی برکات

از مسخرہ مولوی حکیمہ محسن دین صاحبہ ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ

خلافت احمدیہ قرآن و حدیث اور پرانے صحیفوں کے مطابق خدا تعالیٰ کی قائم کردہ خلافت ہے جس کا سلسلہ حضرت خاتم الخلفاء سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود باوجود سے شروع ہوا۔ آپ کا دور سعادت ۱۸۳۵ء تا ۱۹۰۸ء تھا۔

چنانچہ خلافت جو احمدیت کی طرف منسوب ہوتی ہے ایک ایسا نظام ہے جو خالق الہی تحریک کے ذریعہ سے قائم ہوا ہے اور اسی طریق اور منہاج پر قائم کی گئی ہے جس پر قدیم سے الہی سلسلے قائم ہوتے آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ جب دنیا کے لوگ اپنے خالق و مالک کو بھلا کر اپنی پیدائش کی غرض و غایت سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ اور قرب الہی سے محروم ہو کر زمین و آسمان اور روحانی مقام سے گرجاتے ہیں۔ تو خداوندانہ نیند کسی پاک بندے کو موجود فرما کر انہیں بچھڑھٹاتا ہے جس کا کہہ نہیں سکتے کہ وہ حضرت مسیح موعود

سے فریب زد ہونے کے ذریعہ پیدا ہونے والے انقلاب کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ میں نے حالت کشف میں دیکھا کہ میرے بند خدا حلول کر گیا ہے اور میرا لہجہ باقی نہیں رہا۔ بلکہ سب کچھ خدا کا ہو گیا ہے اور گویا میں خدا بن گیا ہوں۔ اور پھر میری زبان پر یہ الفاظ جاری ہوئے کہ ”ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں“ اس لہجہ کے اندر ایک بہت بڑا دعویٰ ہے۔ گویا نظام احمدیت سے بہانہ کا آسمان بھی بدل جائے گا اور زمین بھی بدل جائے گی۔ اور اس انقلاب سے دنیا کا کوئی ملک اور

ذمہ کی کوئی قوم باہر نہیں رہے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :- میں ولایت کے سلسلہ کو ختم کرنے والا ہوں جیسا کہ ہمارے سید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے سلسلہ کو ختم کرنے والے تھے۔ اور وہ خاتم الانبیاء ہیں اور میں خاتم الاولیاء ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور وہی جو مجھ سے پہلے میرے عہد پر ہوگا۔

نیز فرمایا :-
نہایت سورۃ نور میں تم کو بتا دیا

دی ہے کہ خلیفہ اس امت سے ہوں گے پس ضرور اسی طریق پر قائم الخلفاء مسلمانوں میں سے پیدا ہوا اور وہی بغیر کسی شک کے مسیح موعود ہے۔ (ایضاً ص ۱۵۵)

نیز فرمایا :-
”میں تو مخیر بنی کر نے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ مخیر ہو گیا اور اب وہ بڑھے گا اور چھوٹے گا اور کوئی نہیں جو اسے روک سکے۔“

خلافت کا با برکت نظام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-
”خدا تعالیٰ نے کا کلام مجھے فرمایا ہے کہ وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دے گا۔ کچھ میرے ہاتھ سے کچھ میرے بعد یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے زمین کو پیدا کیا ہے۔ ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہے گا۔ اور جس راستہ پر وہ گواہ دہ دنیا میں پھیلانا چاہتا ہے۔ اس داختر بنی ان کے ہاتھ سے گرا دیتا ہے۔ لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا۔ بلکہ ایسے وقت میں انہیں وفات دیکر بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ ایک دوسرا کچھ اپنی قدرت کا دکھانا ہے اور دوسرے ایسے وقت میں جب ان کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وقت میں ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک سب سے بڑا وقت ہونے سمجھی گئی اور بہت سے بادشاہین نادان مرتد ہو گئے اور صوبہ بظاہر ہار سے غم کے دیوانہ کی طرح سو گئے۔ تب خدا نے حضرت ابوبکر کو بظاہر کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہ کے وقت میں ہوا۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوا۔ سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اس

قسط اول

سنت کو ترک کر دے۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا۔ اور میں خدا کی ایک عظیم قدرت ہوں۔ میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے۔ جو دوسری قدرت کے مظہر ہوں گے۔“ (الوصیت) خلفاء کے تقرر اور ان کے مقام کے متعلق اسلامی تعلیم یہ ہے کہ خلافت کا منصب درجہ میں نہیں آسکتا۔ بلکہ یہ ایک مقدس امانت ہے جو مومنوں کے انتخاب کے ذریعہ جماعت کے قابل ترین اعلیٰ شخص کے سپرد کی جاتی ہے اور چونکہ نبی کی جانشینی کا مقام ایک نہایت نازک اور اہم روحانی مقام ہے اس لئے اسلام پر تعلیم دیتا ہے کہ گو بظاہر خلیفہ کا انتخاب لوگوں کی رائے سے ہوتا ہے مگر اس معاملہ میں خدا تعالیٰ خود آسمان سے نگرانی فرماتا ہے اور ایسے تھرتھانے والوں کی رائے کو ایسے دستہ پر ڈال دیتا ہے جو اس کی منشا کے مطابق ہو۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے خلفاء کے تقرر کو خود اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ آیت استخلاف میں عنایت کا ایمان اور اعمالی عالم سے شکر و دعا ہے۔ اسلام میں خلیفہ کا انتخاب عمر بھر کے لئے ہوتا ہے۔ اسلام میں خلیفہ کو مشورہ لینے کا حکم ہے۔ مگر وہ اس مشورہ پر عمل کرنے کا پابند نہیں۔ بلکہ مصالحت ساتھ کے ماتحت اسے روک کر دوسرا طریق اختیار کر سکتا ہے۔ خلیفہ معزول نہیں ہو سکتا۔ لیکن وہ اپنے اختیارات میں اپنے نئی مقبول کی ہدایات کی توجہ کے اندر محدود ہے۔ خلافت کے نظام کے مندرجہ ذیل اصولی نوٹ درج کرنے کے بعد جماعت احمدیہ میں پہلے خلیفہ کے انتخاب کی محضر و داد بیان کی جاتی ہے

حضرت خلیفہ اربع اول کا عہد خلافت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رسال کے بعد تادیار اور بیرونجات کے جو احمدی جمع تھے ان میں اجماع کا حیدر حضرت علی تھا۔ انہوں نے حضرت افظ حاجی حکیم مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پہلا خلیفہ منتخب کر کے آپ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھے

اور اتحاد کا عہد باندھا۔ اس انتخاب اور اس بیعت میں صدر انجمن احمدیہ کے جملہ نمبران۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان کے جملہ افراد اور تمام حاضر الوقت احمدی اصحاب شریک و شامل تھے اور کسی ایک فرد نے بھی اس انتخاب سے اختلاف نہیں کیا۔ غرض اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد نہ صرف جماعت احمدیہ کا بلکہ صدر انجمن احمدیہ کا بھی یہ پہلا اجتماع خلافت کی تائید میں ہوا۔ اور طویل ترین عرصہ میں جماعت کا ہر متنفس خلافت کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ مشکوٰۃ پوری ہوئی کہ

”میں خدا کی ایک عظیم قدرت ہوں اور میرے بعد اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں۔“
حضرت خلیفہ اول جماعت میں شمولیت کے اعتبار سے اولیت کا مقام رکھتے تھے اور روز اول سے اپنے اخلاص۔ قربانیوں۔ تقویٰ و طہارت۔ علم و فضل۔ اخلاق و اعمال کے اعتبار سے ممتاز تھے اور جماعت کے بزرگ ترین اصحاب میں سے تھے۔ تمام جماعت میں آپ کا ایک خاص اثر اور رعب تھا۔ حضرت مولوی صاحب دینی علم میں کامل ہونے کے علاوہ علم طب اور دیگر علوم مشرقیہ میں نہایت بلند پایہ رکھتے تھے۔ آپ کے دور میں جماعت نے بدستور ترقی کی۔ متعدد پبلک سائنسوں کی تعمیر ہوئی۔ احمدی پریس میں نمایاں اضافہ ہوا۔ انگلستان کا پہلا مشن آپ کے زمانہ کی یادگار ہے۔ ۱۹۱۰ء میں آپ نے گھوڑے سے گر کر زخمی ہوئے۔ یہ بیماری بعد میں عود کر کے آپ کی وفات کا باعث بنی۔ آپ کا بہت بلند مقام تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کی شان میں یہ شعر فرمایا ہے
چرخش بودے اگر سر کی لہریں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پڑا تو لہریں بودے

جماعت میں الشقاق کا بیج

خلافت الہی کے قیام کے بعد بعض لوگوں نے آہستہ آہستہ اور مخفی انداز سے خلیفہ وقت کے بارہ میں ایسے خیالات پھیلانے شروع کئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منشاء تھا کہ آپ کے بعد صدر انجمن احمدی حضور کی جانشین ہو۔ اور اگر خلیفہ کی ضرورت ہو بھی تو بیعت لینے کی غرض سے ہوگی۔ انتظام کی ساری ذمہ داری صدر انجمن احمدی کے ہاتھ میں رہے۔ حضرت خلیفہ اول کو جب ان باتوں کا علم ہوا تو آپ نے نظام خلافت کی اہمیت کو واضح فرمایا۔ ایسے افراد کو اختلاف و الشقاق کا

بج بونے کے نقصانات سے منہ بٹھائیے۔ ان لوگوں نے خلیفہ وقت سے معافی مانگی۔ مگر اس کے بعد بھی اپنی سازش سے باز نہ آئے۔ چونکہ حضرت خلیفہ اقلؒ کی بیعت کر چکے تھے اس لئے اب یہ بیعت مشکل تھا۔ اب آہستہ آہستہ انہوں نے کتنا شروع کیا کہ انہیں یہ دعویٰ صاحب کی امامت پر اعتراض نہیں۔ مگر انہیں آئندہ کانٹہ سے کہہ دیا گیا کہ تاہم حضرت خلیفہ اولؒ نے ان پر سکہ خلافت کو اچھی طرح واضح کرنے کے علاوہ ہر لحاظ سے ان پر حجت قائم فرمائی۔

خلافتِ ثانیہ کا انتخاب

۱۲ مارچ ۱۹۱۲ء کو حضرت خلیفہ اولؒ نے ایک وصیت تحریر فرمائی جس کا مال بٹھا کہ آپ کے بعد جماعت کسی متقی عالم باعمل اور دلہیز شخص کو آپ کا جانشین منتخب کرے اس کے لئے ہر جمع ہو جانے والے میں وصیت کو مولوی محمد علی صاحب نے اسے پڑھوایا جس کو ان کے رفقاء نے بھی سنا۔ بعد میں اسے نواب محمد علی نادر صاحب یعنی اللہ عزہ کے پاس محفوظ کر دیا۔ ۱۳ مارچ ۱۹۱۲ء کو جمعہ کے دن ۲ ۱/۲ بجے بعد دوپہر قریب ۸ بجے سال کی عمر میں اس جہان فانی سے کوچ کے اپنے محبوب حقیقی کے پاس حاضر ہوئے اللہم ارحمہ وارفع مقامہ ۱۰ ربیع الثانی میں انشفاق کا رخ بونے لے کر وہ کے لیڈر مولوی محمد علی صاحب لاہوری تھے۔ ان کی اور ان کے رفقاء کی سازشیں بدستور جاری تھی۔ انہوں نے پوشیدہ طور پر حضرت خلیفہ اولؒ کی زندگی میں ہی ایک رسالہ "ایک نہایت ضروری اصلاح" کے نام سے چھپوا کر دوزور کی جماعتوں میں بھجوا دیا۔ اس کا مقصد تھا کہ جماعت میں خلافت کے نظام کی ضرورت نہیں بلکہ انجمن کا انتظام ہی کافی ہے۔ اللہ عزوجل ان سے بیعت لینے کی غرض سے اور حضرت خلیفہ اولؒ کی وصیت کے احترام میں کسی شخص کو بطور امیر مقرر کیا جاسکتا ہے۔ مگر یہ شخص جماعت یا صدر انجمن ہر مطاع نہیں ہوگا۔ بلکہ اس کی امارت اور سرداری محدود و منروط ہوگی۔ وغیرہ وغیرہ۔ ان لوگوں کو سمجھانے کے لئے جماعت میں تفرقہ سے باز جائیں اور کسی شخص کو مگر کامیابی نہ ہوگی۔

۱۲ مارچ ۱۹۱۲ء بروز جمعہ کی نماز کے بعد حاضر الوقت احمدی خلافت کے انتخاب کے لئے مسجد نور میں جمع ہوئے۔ منکرین خلافت بھی اور بے اٹکانے کے لئے موجود تھے۔

دوسرا مجمع میں پہلے حضرت نواب محمد علی خان صاحب نے حضرت خلیفہ اولؒ کی وصیت پڑھ کر سنائی۔ ہر طرف سے حضرت میان صاحب حضرت میان صاحب کی آوازیں بلند ہوئیں۔ پھر اس کی تائید میں مولانا سید محمد احسن صاحب امر دہلی نے تقریر کی اور خلافت کی اہمیت اور ضرورت بت کر تجویز کی کہ حضرت خلیفہ اولؒ کے بعد میری رائے میں ہم سب کو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے لئے مجمع ہونا چاہیے۔ اس پر سب طرف سے لوگ بیعت کے لئے ٹوٹ پڑے۔ مخالفین نے کچھ کہنا چاہا مگر کسی نے ان کی طرف التفات نہ کی۔

خلافتِ ثانیہ کا جامع السیرات

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ اولؒ انانی رضی اللہ عنہما کا مبارک وجود و شخصیت اللہ تعالیٰ نے حضرت سید محمد علی صاحب کو بجا میں چالیس روز کی مسلسل دعاؤں کے بعد اس صلیح موعود کی بشارت عطا فرمائی۔ ان کی زندگی نے بالوفاحت میں پورے موعود کی خصوصیات میں فرمادی تھیں۔ حضرت سید موعود علیہ السلام کے وہ تمام نہایت شان کے ساتھ آپ کے ذریعہ پورے پورے ایک تبلیغ کے زمین کے کناروں تک پہنچنے کا در دوسرا زمین کے کناروں تک شہرت پانے کا۔ آپ کے مبارک دور کے مبارک واقعات کا مختصر وقت میں ذکر کرنا اس عنوان سے نا اہلانی کے مترادف ہے۔ صرف چند اہم کارناموں کا نہایت اختصار سے ذکر ممکن ہے۔ آپ کے دورِ خلافت ۱۹۱۲ء سے ۱۹۶۵ء تک ممتد ہے۔ آپ کے بعض اہم کارنامے حسب ذیل ہیں۔

میںذرا اسیح کی بنیاد حضرت سید موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ۱۹۰۲ء میں رکھی گئی تھی۔ اس کی تکمیل خلافتِ ثانیہ میں ۱۹۱۹ء میں ہوئی۔ حضرت خلیفہ اولؒ کی زندگی میں جماعت کو فقہ سے بچانے کے لئے آپ کی اجازت سے مجلس القصار اللہ قائم فرمائی۔ ۱۸ مارچ ۱۹۱۲ء میں حضورؐ نے اخبار انصاف جاری فرمایا جو اب روہ سے موزانہ شائع ہوتا ہے۔ اس کے پہلے اڈیٹر خود المصلح الموعود تھے جس نے خلافت پر متمکن ہونے کے بعد حضورؐ نے ان مجید کا انگریزی ترجمہ اور تفسیر تیار کر دالی تاہم اس میں تبلیغ ہو سکے۔ پھر مبلغین تیار کر کے اور انہیں زمین کے کناروں تک بھجوا

کا انتظام فرمایا۔ جو بعد میں صدر انجمن احمدیہ تحریک جدید اور وقف جدید میں تقسیم ہو گیا۔ سب سے پہلے مارشلس کے جزیرہ میں احمدیہ مشن قائم ہوا۔ جہاں حضور نے حضرت حافظ مولوی غلام محمد صاحب کو بھیجا پھر امریکہ میں حضرت سید موعود علیہ السلام کے مخلص صحابی حضرت مفتی محمد صادق صاحب کے ذریعہ امریکہ کا پہلا مشن قائم ہوا۔ مغربی افریقہ میں حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب سیرا کے ذریعہ احمدیہ مشن قائم ہوا جسے خدا تعالیٰ نے ابتداء سے غیر معمولی کامیابی بخشی۔ امریکہ، یورپ، مغربی افریقہ، مشرقی افریقہ کے متعدد مقامات پر یکے بعد دیگرے احمدیہ مشن قائم ہوئے۔ فلسطین، شام، عدن، مصر، کویت، عراق، بحرین، روہی، سیدون، ٹانگا نیکا، لنگ کانگ، سنگاپور، لائشیا، شمالی اورینٹ، کانگو، سوڈان، ناروے، فرانس، اٹلی، جزائر سسلی، رومانیہ، بلغاریہ، یوگوسلاویہ، البانیہ، ہنگری، پولینڈ، اورجن ٹائن وغیرہ میں باقاعدہ مبلغین بھجوا کر اسلام کا پیغام ان قلوب تک پہنچایا گیا۔

واشنگٹن، نیویارک، ہیبرگ، فرانکفورٹ، زیورک، سیگ ڈنمارک لندن، مغربی مشرقی افریقہ، دیگر مقامات میں پانچ صد سے زائد مساجد تعمیر ہوئیں۔ بیرونی ممالک میں جماعت احمدیہ کے ۸۰ کالج یا سکول قائم ہیں جو بفضلہ تعالیٰ بڑی کامیابی سے چل رہے ہیں۔

اسی طرح مختلف زبانوں مثلاً انگریزی، ڈچ، جرمنی، سواحیلی، انڈونیشین، اسپرٹو، ہندی اور گورکھی زبانوں میں قرآن مجید کے ترجمے شائع ہو چکے ہیں نیز مختلف ملکوں کی بارہ اور زبانوں میں بھی ترجمے تیار ہو چکے ہیں جو آہستہ آہستہ نظر ثانی کے بعد شائع ہوتے جائیں گے انشاء اللہ۔

مختلف ملکوں اور زبانوں میں ۳۳ اخبارات و رسائل شائع ہو رہے ہیں۔ حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے جماعتی تربیت کے پیش نظر مردوں اور عورتوں میں الگ الگ درس کا انتظام جاری فرمایا اور آپ نے تفسیر کبیر کے نام سے معرکہ الآراء تفسیر شائع فرمائی جو خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت مقبول ثابت ہو رہی ہے۔ اپنی وفات سے قبل آپ نے با محاورہ تفسیری ترجمہ قرآن مجید کا اردو میں شائع فرمایا کہ جماعت کی بہت بڑی ضرورت کو پورا فرمایا۔ جو کئی ایڈیشنوں میں چھپ کر انھوں نے ختم ہو جاتا ہے۔ ۱۹۱۹ء میں نظارتوں اور ان کے ماتحت

جماعتوں میں عربی مدارس کا نظیام قائم فرمایا۔ ۱۹۲۲ء سے عورتوں کی الگ تنظیم مجلہ اناراد کے نام سے قائم فرمائی۔ اور ۱۹۲۶ء سے ان کا مہنگا رسالہ مصباح جاری ہے۔ ۱۹۲۲-۲۳ء میں علاقہ ملکانہ میں ارتداد کی روک تھام کے لئے تبلیغی مہم شروع فرمائی۔ جو بیستہ ہی کامیاب ہوئی۔ ۱۹۲۴ء میں حضورؐ نے دیکھنے کا اہلس لڑکیوں میں شرکت فرمائی۔ جس میں حضور نے احمدیت میں حقیقی اسلام کے عنوان سے ایک سلیطہ مضمون رقم فرمایا۔ اس نوم تک خدا کا پیغام بنی یا نہیں سفر کے دوران راستہ میں حضورؐ شام، فلسطین میں ٹھہرے اور اس سفر میں ان ممالک میں تبلیغ کا سکیم تیار فرمائی۔ اسی سال حضور نے یورپ کی فوجیت کی تباہی کے بارہ ایک اہم نکتہ بیان فرمایا۔ فرماتے ہیں "جب سے میں نے قرآن کریم سمجھا ہے میں برابر اس کی بعض سورتوں سے استدلال کرتا ہوں۔ اور اپنے شاگردوں کو کہتا چلا آیا ہوں کہ یورپ کی فوجیت کی تباہی مصر سے دالستہ ہے۔" ان کتابوں کی مکتوب حضرت مصلح موعودؐ مطبوعہ الفضل پبلسنگھ ۱۹۲۴ء) شائع ہی میں حضور نے لندن میں پہلی مسجد کی بنیاد رکھی۔ ۱۹۲۵ء میں محکمہ قضاء قائم کیا تاکہ احمدیوں کو عدالت میں اپنے مقدمے نہ لیجانے پڑیں۔ ۱۹۲۶ء میں نصرت گرنز بائی سکول جاری فرمایا اور اسی سال سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسوں کی آیتے تحریر فرمائی اور غیر مسلموں کو بھی ان میں شرکت کی دعوت دی جس سے فرقہ دارانہ فسادات کے سدھار میں بہت مدد ملی اور روشن خیالی کو فروغ حاصل ہوا۔ ۱۹۳۲ء میں احرار کے فقہ کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک تحریک کا حضورؐ نے اعلان فرمایا جس کا نام حضورؐ نے تحریک جدید رکھا۔ جس میں ابتداء میں ۱۹ مظاہرے تھے۔ بعد میں چند مزید مطالبوں کا اس میں اضافہ فرمایا۔

حضرت خلیفہ اولؒ کی زندگی میں جماعت کے خلاف جو فتنہ شروع ہوا تھا جس میں مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ہم خیال شامل تھے۔ آہستہ آہستہ خلافتِ ثانیہ کی برکات کو آنکھوں سے دیکھ کر مباحین میں شامل ہوتے چلے گئے۔ اور جو چند افراد باقی رہ گئے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں بھی سمجھ عطا فرمائے۔ ان بعض اور فتنے بھی پیدا ہوئے جو الہی زاری سے مٹ گئے۔ اور خدا تعالیٰ نے ہر موقع پر آپ کی رہنمائی میں جماعت کو نقصان سے بچایا۔ اور جماعت پہلے سے مضبوط اور مستحکم ہوتی چلی گئی۔ ۱۹۳۸ء میں احرار نامی سیاسی پارٹی نے بعض انگریز افسران

دکھناست بائے دعا

۱) محترم مولوی محمد صدیق صاحب سنگلی مبلغ اخبار جرنل منجم مغربی امریکہ کی بائیں آنکھ کے سفید ہونے کا اپریشن ۲۵ اپریل کو ہونا تھا۔ اجاب جماعت اپریشن کی کامیابی اور بینائی کی بحالی کے لئے دعا فرمادیں۔

(۲) امیر جماعت احمدیہ نادیاں (۳) محترمہ فیروزہ بی بی صاحبہ آف پیکال اڑیسہ کی بڑی بیٹی اور لڑامہ عرصہ سے بیمار چلے آ رہی ہیں اجاب ہر دو کی کامل صحت یابی کیلئے دعا فرمائیں۔ خاکسار: ملک صلاح الدین ایم اے دیکل المال تحریک حمید

(۴) خاکسار کی اہلیہ ان دنوں جوں میں زیر علاج ہیں۔ خود خاکسار بھی ان دنوں اقتصادی بحران سے دوچار ہے۔ اہلیہ کی کامل صحت یابی اور پریشانیوں کے ازالہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار: خواجہ محمد صدیق فانی بھدر دواہ

(۵) خاکسار اپنی دینی و دنیوی ترقیات اور خدام دین بننے کے لئے جملہ اجاب جماعت سے دعا کی درخواست کرتا ہے۔ خاکسار: منیر احمد اور گام بانڈی پورہ کشمیر

(۶) میری بڑی بیٹی کی خورشیدہ بیگم اسال میٹرک کا امتحان دے رہی ہے۔ اجاب جماعت سے عزیزہ کی نمایاں کامیابی اور اپنی پریشانیوں کے ازالہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار: شیخ غلام مسیح بھدرک

(۷) محکم مسعود احمد صاحب ڈار آسنور کا بیٹا عزیز جاوید احمد بوجہ غویبہ سخت بیمار ہے۔ ہر سیکر میں زیر علاج ہے ابھی تک بخار نہیں اتر رہا ہے۔ اجاب کرام سے نیچے کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ مسعود احمد صاحب ڈار نے ۲۰ روپے ہندو کی مدد میں ادائے فخر اور اللہ تعالیٰ خاکسار محمد حمید کو تر مبلغ ملکہ احمدیہ سیکر

(۸) محکم ڈاکٹر محمد یونس صاحب آف بھگلپور کی دو صاحبزادیاں بکرمہ صبیحہ جاوید صاحبہ اور بکرمہ نصرت یونس صاحبہ اسال B.A. فائینل میں فرسٹ کلاس پاس ہو کر میرٹ لسٹ میں آئی ہیں اور سکا ر شپ حاصل کئے ہیں۔ اور بکرمہ B. Sc. کے امتحان میں شریک ہو رہی ہیں۔ اسی طرح ڈاکٹر صاحب موصوف کے لڑکے محکم برادر سید بھنڑا صاحب میٹرک اور C. Sc. میں فرسٹ کلاس پاس ہوئے ہیں اور میڈیکل میں داخلہ کے مقابلہ میں شریک ہو رہے ہیں۔ ہر عزیزان نے اس خوشی کے موقع پر مبلغ ۱۰ روپے شکرانہ فنڈ میں ادا کرتے ہوئے آئندہ نمایاں کامیابیوں کے لئے اجاب جماعت سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ خاکسار: بشارت احمد حیدر نسک پور صاحب جدید

(۹) خاکسار کے بھتیجے عزیز نسیم احمد خان نے اسال کشمیر یونیورسٹی سے ایم اے فائنل کا امتحان اعلیٰ نمبرات میں پاس کیا ہے الحمد للہ اس خوشی میں عزیز موصوف نے بطور شکرانہ مختلف مددات میں ۵۰ روپے ادا کئے ہیں اجاب جماعت سے عزیز کی آئندہ دینی و دنیوی ترقیات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار: بشیر احمد خان صدر جماعت احمدیہ نوز مئی کشمیر

(۱۰) خاکسار کے والد بزرگوار محترم حافظ سخاوت علی صاحب شاہجاپوری اپنی عمر عزیز کے ۹۵ سالہ دور میں سے گزرتے ہوئے اب بہت ضعیف ہو چکے ہیں۔ تاہم دینی فرائض کی ادائیگی میں اب بھی ہمارے لئے غور اور بہت سی رکٹوں کے حامل ہیں۔ کچھ عرصہ سے موصوف کو پیشاب کی تکلیف ہے۔ علاج کی خاطر خاکسار کے برادر اکبر محکم محمد حنیف صاحب اے بی سی ایم اے سعودی عرب سے ایک ہفتہ کے لئے آئے تھے۔ انسر لیبی کر ایکسے کروانے پر معلوم ہوا کہ گرو سے میں پتھری ہے۔ مگر کمزوری نے اپریشن کی اجازت نہ دی۔ لہذا مناسب علاج ہورہا ہے۔ لیکن کمزوری بڑھتی جا رہی ہے۔ محترم والد صاحب نے ۱۰ روپے اعانت بدر میں جمع کراواتے ہوئے اپنی کامل صحت و شفایابی کے لئے جملہ اجاب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ خاکسار: مظفر احمد اقبال کارکن بیت المال خرچ نادیاں

(۱۱) خاکسار کی اہلیہ صاحبہ ہانی بلڈ پریشر اور بعض دوسری تکالیف سے بیمار چلی آ رہی ہیں۔ اسی طرح میرے بیٹے عزیز شکیل احمد کا کونہ صدر انجن احمدیہ پینڈیوم سے بیمار ہے ہر دو کی کامل شفایابی کے لئے اجاب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار: مظہر حسین صاحب قادیان

(۱۲) میری بھانجی اقبال النساء صاحبہ اپنے اپریشن کے سلسلہ میں مدد اس گئی ہے ۱۵ مئی تک ان کے دل کے دلو کا اپریشن ہوگا۔ اپریشن کی کامیابی اور کامل صحت یابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ بشری بیگم اہلیہ ریاض الدین صاحبہ (۱۱) محکم اے گنہی احمد صاحب منار گھاٹ کی اہلیہ صاحبہ امید سے ہیں۔ ان کی بعافیت فراغت اور اولاد زینہ کی نعمت سے متمتع ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (۱۲) محکم محمد یوسف صاحب موریا کی کے والد محترم

بیمار میں کامل صحت کیلئے دعا کی درخواست ہے (۱۳) محکم اے کیوسلم صاحب اور محکم عبدالعزیز صاحب منار گھاٹ کے کلادبار میں برکت کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار: ظہیر احمد خدام السیکر بیت المال ادر

(۱۴) خاکسار کی خوشدامن صاحبہ کافی عرصہ سے بیمار ہیں۔ ان کی کامل شفایابی کے لئے تمام اجاب سے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار: شفیق احمد سندھی قادیان

(۱۵) خاکسار کی نانی جان بوجہ پیر سالی سخت کمزور اور بیمار ہیں۔ اجاب جماعت سے موصوفہ کی صحت و سلامتی اور درازی عمر کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار: سیف الرحمن شکر

(۱۶) میرے دو بھائی احمد صاحب کی کرم میں تکلیف تکلیف علی آ رہی ہے ان کی کامل شفایابی اور میرے بہنوئی ریاض الدین صاحب کے کلادبار میں ترقی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار: بشیر الدین کارکن فضل عمر پور

حاصل ہوا۔ خود تعالیٰ نے اپنے فضل سے آپ کو بچایا۔ ۱۵۵۵ء میں حضورؐ زیاد بیمار ہو گئے۔ آپ کو یورپ جا کر علاج کرانے کا مشورہ دیا گیا۔ چنانچہ ۳۳ مارچ ۱۹۵۵ء کو حضورؐ مع اہل دیال دھام یورپ کے دوسرے سفر پر روانہ ہوئے اس حالت میں بھی تبلیغ کا فریضہ آپ سر انجام دیتے رہے۔ دلیں حضورؐ نے دوران سفر کئی مشنوں کا معاوضہ فرمایا اور مسٹیفین کا کافرئس طلب فرمائی جس میں توسیع تبلیغ کے متعلق کئی تجاویز پاس کی گئیں۔

۱۹۵۸ء میں آپ نے وقف جدید کی تحریک جاری فرمائی اور دیہاتی علاقوں میں کم تسلیم یافتہ واقفین کے ذریعہ تبلیغ میں دسعت پیدا کی گئی جو بفضلہ نقالے بہت کامیاب سکیم ثابت ہو رہی ہے حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے

زینتی اصلاحی اور علمی مضامین پر مشتمل جموں کے خطبات۔ نکاحوں کے خطبات عیدین کے خطبات۔ اہم تقاریر اور جلسوں کی علمی تقاریر اور نادر پیش بہا علوم پر مشتمل کثیر تعداد میں اپنی تصانیف خزانہ اپنی یادگار چھوڑا ہے جو ایک عظیم قرآنی لائبریری کے طور پر ہمیشہ رہنمائی کا کام دیتا رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

۱۵۵۸ء کے بعد آپ کی بیماری بڑھتی گئی ہر چند علاج معالجہ ہوتا رہا مگر آپ بدن کمزور ہوتے چلے گئے اور بالآخر وہ گھڑی ۱۰ بجی جس کا تصور بھی ذہن میں لانا کوئی کسبت نہیں کرتا تھا۔ اور حضورؐ

۷ رادر ۸ نومبر ۱۹۴۵ء کی درمیانی رات کو اپنے مولا کے حقیقی کے حضور جاپ نیچے انا اللہ وانا الیہ راجعون ۵ اللهم ارحمہ وارفع مقامہ فی العلیین۔

خلافت تانیہ کے ۵۱ سالہ ڈیز اور تاریخ ساز عہد کے چند ایک اہم واقعات کا سرسری ذکر کرنے کے بعد اب میں خلافت ثالثہ کے درخشندہ دور میں آپ کو لئے چلتا ہوں۔ (باقی آئندہ)

کے ساتھ ملکر سازش کر کے جماعت کے خلاف منظم فتنہ برپا کیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو فتنوں کی اصلاح کے لئے جو اولوالعزمی عطا فرمائی تھی اس کے نتیجے میں عظیم فتنہ بھی پانی کے پیلے کی طرح ختم ہوا۔ حضورؐ نے اسی موقع پر خدان اشاہ سے اعلان فرمایا کہ " زمین ہمارے دشمنوں کے پاؤں سے نکل رہی ہے اور میں ان کی شکست کو ان کے قریب آنا دیکھتا ہوں۔"

پھر ۱۵۵۸ء میں پاکستان میں احمدیہ کے خلاف خطرناک حالات پیدا کئے گئے عین خطرہ کے ایام میں حضورؐ نے اعلان فرمایا:-

" احمدیت خدا کی قسم کی موٹی ہے۔ اگر یہ لوگ جیت گئے تو ہم جھوٹے ہیں۔ لیکن اگر ہم سچے ہیں تو یہی لوگ ہاریں گے۔"

(الفضلہ ۱۵ فروری ۱۵۵۳ء)

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا۔ ۱۵۵۸ء میں آپ نے نوجوانوں کی تنظیم خدام الاحدیہ قائم فرمائی۔ اس کے بعد اطفال کی تنظیم بچوں کے لئے۔ ناصرات کی تنظیم احمدی جمیوں کے لئے اور چالیس سال سے نادر عمر کے مردوں کے لئے انصار اللہ کا تنظیم قائم فرمائی۔ ۱۹۳۹ء میں خلافت پر بحسب سال گذرنے پر جماعت کی طرف سے خوشی اور شکر الہی کے اظہار کے لئے تین لاکھ رقم جمع کر کے حضورؐ کی خدمت میں پیش کی گئی جس کے بارے میں حضورؐ نے یہ اعلان فرمایا کہ

" یہ رقم مختلف دینی ضروریات پر خرچ کی جا سکتی ہے۔ لیکن میں سچی شمس کلینڈر آپ نے جاری فرمایا۔ اس کے ہمینوں کے ماہ تاریخ اسلام کے مشہور واقعات کی یاد دہانی کے لئے ۱۵۵۸ء میں ہجرت کے بعد حضورؐ قادیان کے مرکز کو بھی آباد رکھتے ہوئے

روہ میں جماعت کا نیا مرکز قائم فرمایا اور ۲۰ ستمبر ۱۵۵۸ء کو اس کی بنیاد رکھی۔ جو اس وقت بفضلہ تعالیٰ بہت فعال مرکز ہے۔ ۱۹۵۸ء میں حضورؐ پر قادیان

ہر منیت مقامات مقدسہ

سیدنا حضرت سید موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکانات و مقدس اور تاریخی اہمیت کے حامل ہیں۔ ہر روز زمانہ کے باعث ان کی ضروری مرمت کا اہم مسئلہ اس وقت سامنے ہے۔

ہندوستان کی جماعتوں پر اللہ تعالیٰ کا بے پناہ رحمت اور احسان ہے کہ انہیں احمدیت کے دائمی مقدس مرکز قادیان کی براہ راست خدمت کے مواقع حاصل ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ جب چاہیں اس

تحت کاہ رسول کی زیارت سے مستفیض ہو سکتے ہیں۔ اس سہولت اور سعادت کا یہ تقانا ہے کہ ہندوستان کے مستطیع اجاب جماعت اللہ تعالیٰ کے اس احسان کا شکرانہ کے طور پر ہر منیت مقامات مقدسہ کو اہم ضرورت کو پورا کریں۔

ناظر بیت المال امداد قادیان

جماعت احمدیہ میں خلافت کا بابرکت نظام

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کے آئینہ میں

از مکتوم مولوی عبدالحق صاحب فضلہ مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

قرآن کریم احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ابھارت و تحریرات کے آئینہ میں جماعت احمدیہ کی صداقت اور تربیت و اصلاح کے لئے ڈیڑھ سوکت روشنی کے مینار قائم کئے گئے ہیں جو حق و باطل میں فیصلہ کرنے والے دائمی فرقان کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور یہ ہیں ”ذی بیۃ طیبہ“ اور ”نظام خلافت“ ان دونوں کی عظمت کا دامن قیامت تک پھیلنا ہوا ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سلسلہ محمدیہ کا آخری خلیفہ، خاتم الخلفاء اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے بعد قائم ہونے والی خلافت راشدہ کا استنباط آیت اختلاف سے فرمایا ہے۔ اس مختصر تمہید کے ساتھ عنوان بالا کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

حصہ اول: حضور علیہ السلام کی تحریرات میں جہاں کہیں سلسلہ موسویہ اور سلسلہ محمدیہ کے اول و آخر میں تطبیق و مشابہت بیان کی گئی ہے وہاں حضور نے خود کو آیت اختلاف کی رو سے سلسلہ محمدیہ کا آخری خلیفہ بیان فرمایا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے بعد قیامت تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دور ہوگا اور حضور کے بعد آنے والے خلفاء کرام آپ کے ہی متبع اور طبع ہوں گے جو خلیفہ مسیح کہلائیں گے۔

حصہ دوم: جہاں کہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اس مخصوص اور منفرد مقام کے ساتھ (مختص) کو امت محمدیہ میں حاصل ہے) خلافت راشدہ کو بھی شامل کیا ہے۔ وہاں اپنے اس مخصوص مقام کو قائم رکھتے ہوئے حضور نے خلافت کو دائمی قرار دیا ہے۔

حصہ سوم: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے زمانہ کے اندر جاری ہونے والی خلافت راشدہ کے استنباط بھی آیت اختلاف سے فرمایا ہے۔ اور اس سے دائمی قرار دیا ہے۔

حصہ چہارم: حضور کی تحریرات میں اس مشیت نبویہ کا اظہار بھی موجود ہے کہ خلافت احمدیہ کو حضور کی بشارت اور مبارک اولاد اور نسل کے ذریعہ سے تقویت پہنچی کہ اس خلافت کو بہت مضبوط کیا جائے گا جس کے ہاتھ پر

علیہ السلام مقدر ہے اور بشر اولاد اور نسل کی عظمت کو بھی دائمی بنایا گیا ہے۔ اب اسی ترتیب کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح پرور تحریرات ملاحظہ فرمائیے۔

مقام مخصوص اور آیت اختلاف

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔۔۔ جبکہ خدا تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مثیل ٹھہرایا اور نیز سلسلہ خلافت محمدیہ کو سلسلہ خلافت موسویہ کا مثیل مقرر کیا تو جس طرح موسیٰ علیہ السلام سے شروع ہوا اور مسیح موعود سے شروع ہوا یہ سلسلہ بھی ایسا ہی چاہیے تھا۔ سو موسیٰ کی جگہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مقرر کئے گئے۔ اور پھر آخر سلسلہ میں جو بالمقابل حساب کی رو سے چودہویں صدی تھی ایسا شخص مسیح کے نام سے ظاہر کیا گیا۔ جو قریش میں سے نہیں تھا جس طرح حضرت عیسیٰ ابن مریم باپ کی رو سے بنی اسرائیل میں سے نہیں تھا۔ غرض اس امت کے آخری زمانہ میں مسیح کے آنے کی ضرورت ہی ہے کہ تادم نون سلسلوں کا اول اور آخری نام مطابق آجائے اور جیسا کہ ایک سلسلہ چودہ سو برس کی مدت تک موسیٰ سے لے کر عیسیٰ بن مریم تک ختم ہوا۔ ایسا ہی دوسرا سلسلہ جو خدا کی کلام میں اس کے مشابہ کھڑا کیا گیا ہے اسی چودہ سو برس کی مدت تک مثیل موسیٰ سے لے کر مثیل عیسیٰ بن مریم تک ختم ہوا۔ یہی خدا کا ارادہ تھا جس کے ساتھ یہ امر بھی ملحوظ ہے کہ جیسا کہ موسیٰ سلسلہ کا عیسیٰ اس صلیب پر تھما ہوا تھا جو یہودیوں نے کھڑا کیا تھا ایسا ہی محمدی سلسلہ کے عیسیٰ کے لئے یہ مقدر تھا کہ وہ اس صلیب پر تھمایا ہو جو نصاریٰ نے کھڑا کیا ہے۔ غرض اس امت میں بھی پورا مقابلہ دکھلانے کے لئے آخری خلیفہ خلیفہ خلیفہ محمدیہ میں سے عیسیٰ کے نام پر آنا ضروری تھا۔

(تحفہ گوڑویہ صفحہ ۲۰۳) حضرت مسیح موعود علیہ السلام آیت اختلاف نقل کرنے کے بعد رقم فرماتے ہیں:۔۔۔ ”اس آیت میں فقرہ مکا استخلف الذین من قبلہ قابل غور ہے۔ کیونکہ اس سے سمجھا جاتا ہے کہ محمدی خلافت کا سلسلہ موسوی خلافت کے سلسلہ سے مشابہ ہے۔ اور چونکہ موسوی خلافت کا انجام ایسے نبی پر ہوا یعنی حضرت عیسیٰ پر جو حضرت موسیٰ سے چودہویں صدی کے سر پر آیا۔ اور نیز کوئی جنگ اور جہاد نہیں کیا۔ اسی لئے ضروری تھا کہ آخری خلیفہ سلسلہ محمدیہ کا بھی اسی شان کا ہو۔“

(سیکچر سیالکوٹ ص ۱۶) نیز فرمایا:۔۔۔

”سورہ مرسلات میں ایک آیت ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا شخص پیدا ہو جس سے رسولوں کی حد نسبت ہو جائے۔ یعنی سلسلہ اختلاف محمدیہ کا آخری خلیفہ جس کا نام مسیح موعود اور ہدیٰ مہمود ہے ظاہر ہو جائے اور وہ آیت یہ ہے واذا المرسل اقتدت کہ وہ آخری زمانہ جس سے رسولوں کے عدد کی تعیین ہو جائے گی آخری خلیفہ کے ظہور سے تضاد و قدر کا اندازہ جو مسلمانوں کی تعداد کی نسبت مخفی تھا ظہور میں آجائے گا۔ یہ آیت بھی اس بات پر لفظ صریح ہے کہ مسیح موعود اسی امت میں سے ہوگا کیونکہ اگر پہلا مسیح ہی دوبارہ آجائے تو وہ افادہ تعیین عدد نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ تو بنی اسرائیل کے بنیوں میں سے ایک رسول ہے جو فوت ہو چکا ہے! اور اس جگہ خلفاء سلسلہ محمدیہ کی تعیین مطلوب ہے۔“

(تحفہ گوڑویہ ص ۱۶۹)

خاتم الخلفاء

کشتی نوح میں حضور علیہ السلام نے اس مقام کی تشریح فرماتے ہوئے خود کو خاتم الخلفاء

قرار دیا ہے۔ فرماتے ہیں:۔۔۔ میں روحانیت کی رو سے خاتم الخلفاء ہوں جیسا کہ مسیح ابن مریم اسرائیلی سلسلہ کے لئے خاتم الخلفاء تھا۔ موسیٰ کے سلسلہ میں ابن مریم مسیح موعود تھا۔ اور محمدی سلسلہ میں میں مسیح موعود ہوں۔“ (صفحہ ۲۶)

”اب محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ کے قائم مقام ہے مگر شان میں ہزاروں درجہ بڑھ کر۔ مثیل موسیٰ موسیٰ سے بڑھ کر اور مثیل ابن مریم ابن مریم سے بڑھ کر۔“ (ص ۲۲)

خطبہ الہامیہ

موسوی اور محمدی سلسلہ کے مابین یہ پُر محارف مشابہت و مماثلت اس قدر اہمیت رکھتی ہے کہ حضور نے خصوصیت کے ساتھ اسے بیان فرمایا ہے۔ خوف طوالت اور بقدر ضرورت بعض عبارتوں کا ترجمہ میں خدمت ہے۔ فرمایا:۔۔۔ ”خدا نے سورہ نور میں تم کو بشارت دی ہے کہ نطفیہ اس امت سے ہوں گے۔ پس ضرور اسی طریق پر خاتم الخلفاء مسلمانوں میں پیدا ہوا اور وہی بغیر کسی شک کے مسیح موعود ہے۔“ (ص ۱۵۵)

”میں خاتم الاولیاء ہوں میرے بعد کوئی دلی نہیں مگر وہ جو مجھ سے ہوگا اور میرے بعد ہوگا۔“ (ص ۱۵۱) ان تحریروں سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی اعتبار سے خاتم الخلفاء اور خاتم الاولیاء ہیں کہ آئندہ جو بھی خلفاء کرام اور اولیاء کرام آئیں گے وہ سب کے سب حضور کے متبع ہوں گے۔

اس موقع پر یہ سوال کیا جاتا ہے کہ سلسلہ موسویہ میں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد بعض ایسے خلفاء بھی تھے جو نبی بھی تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی تھی کہ کسیے بیسیبی و بیسیبی (بخاری) یعنی میرے اور مسیح موعود کے درمیان کوئی اور نبی نہیں ہوگا۔ لہذا یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔

مخصوص مقام مع خلافت راشدہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جہاں کہیں اپنے مخصوص مقام کو بیان کرتے ہوئے اس میں خلافت راشدہ کو بھی شامل فرمایا ہے وہاں اپنے مخصوص مقام کو قائم رکھتے ہوئے حضور نے خلافت کو دائمی قرار دیا ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے بعد جاری ہونے والی خلافت راشدہ

کے غم میں محض اللہ شریک ہوئے بلور فرط کے ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کا شفیع ٹھہرا گیا اور اندر ہی اندر بہت سہی برکتیں ان کو پہنچا گیا۔

(سبز اشتہار ص ۲۲ ماشہ)

اس مقام پر یہ بات یاد رکھنا چاہیے کہ بشر ازل کی وفات کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس مقدس اولاد کی پیدائش شروع ہو گئی جس کی عظمت الہی نہ سنتوں میں ہزاروں سالوں سے بیان کی جا رہی تھی۔ اور جس کی عظمت کا زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات کے الہامات میں قیامت تک معتقد بنایا گیا ہے۔ پس یہ بہت سہی برکتیں تھیں جو اندر ہی اندر بشر ازل کی وفات کے بعد کمال قوت سے غیر فعل میں آئیں یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ عظمت اولاد کا زمانہ ظہور و شہود اور انزال رحمت کا دوسرا طریق ارسال خلفاء و اولیاء رحمت یہ شوق تھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد کے ذریعہ سے ظہور میں آگئی۔ پس اللہ تعالیٰ نے ایک جاہب جماعت احمدیہ کی عظمت کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذریعہ طیبہ کو روشنی کا منار بنا کر رکھا کیا ہے۔ اور دوسری جانب نظام خلافت ایک روشنی کا پیر عظمت منار ہے۔ اور ان دونوں کو ایک دوسرے میں یوست کر کے خلافت احمدیہ کو بہت بڑی برکت اور عظمت عطا فرمائی ہے۔

تیسریں نظامات

آخر میں حضرت مسیح موعود کی ایک ایسی تقریر پیش کرتا ہوں جس میں حضور نے اپنی صداقت کے ثبوت کے لئے تین خصوصیات ملائیں میان فرمائی ہیں جن میں سے دو اس مقدس خاندان سے تعلق رکھتی ہیں فرمایا :-

تقریباً پہلی علامت یہ ہے کہ مسیح موعود ایسے وقت میں آئیں گے جب عیسائیت کا دنیا پر غلبہ ہوگا۔ اور ان کا ان سخت تدابیر اور مکر فریب کا بھی غلبہ ہوگا۔ جو وہ عیسائی مذہب کو پیٹلانے کے لئے سخت کوشش کریں گے تب مسیح بڑی عظمت کے ساتھ ان میں آئیں گے۔ ان کی صلیب کو توڑے گا اور ان کے خنزیروں کو قتل کرے گا۔ اور جنگ اور لڑائی نہیں کرے گا۔ بلکہ وہ جو کچھ کرے گا آسمانی قوت اور روحانی طاقت اور آسمانی سکھ

سے کرے گا۔ ان کے جگہوں کا خاتمہ کرے عسرت کی حالت میں ظاہر ہوگا۔

دوسری علامت یہ ہے کہ وہ شادی کرے گا۔ یہ اس عظیم الشان نشانی کی طرف اشارہ ہے جو مسیح موعود کی شادی کے وقت پر ظاہر ہوگا۔ قدرت کے ہاتھ سے اور خدا نے واحد کے ارادہ سے اور ہم نے تفصیل طور سے اس نشان کو اپنی کتب تبلیغ اور حقہ میں بیان کیا ہے اور ہم نے ثابت کیا ہے کہ وہاں اس نشانی کو ثابت کے طور پر بیان کرنا کیونکہ معقول سبب ہو سکتا ہے کیونکہ محض شادی کرنا نادر اور مشکل امور میں سے نہیں ہے تاکہ کہا جاسکے کہ اس پر جوٹا قادر نہیں ہو سکتا موانے اس مسیح کے جو جس بے انعامین کی طرف سے آئے گا۔ بلکہ شادی کرنا ایک عام امر ہے جس پر ہر وہ شخص قادر ہے جو مال و دولت رکھتا ہو۔ یہاں تک کہ ایک کافر اور خاستی بھی قطع نظر اس کے کہ وہ نبی یا ولی میں محدود ہو؟

پس اس سے ثابت ہو کہ در حقیقت اس میں عظیم الشان نشان کی طرف اشارہ ہے۔ جو اسکی شادی کے موقع پر ظاہر ہوگا۔ اور ہم نے اس نشان کو اپنی کتابوں میں غور کرنے والوں کے لئے کھول کھول کر بیان کیا ہے۔

تیسری علامت یہ ہے کہ اس کی اولاد ہوگی یہ بھی بیتر و ج کی طرح ایمانی کلام ہے اور اس میں اشارہ ہے کہ مسیح موعود کا ایک صالح بیٹا ہوگا۔ جو اس کے کلمات اپنے اندر رکھتا ہوگا۔ درنہ محض اولاد پیدا ہونے میں کیا ختم نہیں ہو سکتی ہے۔ کیا جو شخص مسیح نہ ہو اس کے ہاں اولاد پیدا ہونا کوئی مشکل امر ہے۔ بلکہ یہ امر جوٹے اور سچے ہر قوم کے افراد میں موجود ہے۔ پس یہ علامات ہیں جو سچے مسیح کے لئے ہیں۔ اور (رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم) جو سب سے بہتر بتائے والے ہیں انہوں نے بتائی ہیں۔ اور یہ سب کی سب میری صداقت کو بتا رہا ہیں اور ان علامات میں سے ہی جن سے میری سچائی پہچانی جاتی ہے۔

(ترجمہ عربی عبارت حاتمہ البشر ص ۲۷)

ان تینوں علامات کو ایک مقام پر بیان کرتے کا مقصد یہ ہے کہ حاتمہ البشری حضور کے دوسرے مسیح موعود اعتبار سے ایک ابتدائی کتاب ہے اس وقت حضرت مصلح موعود کی عمر بھی چار پانچ سال ہوگی۔ اور اس وقت عیسائیت تمام دنیا پر چھائی ہوئی تھی۔ لیکن اللہ

تعالیٰ کے فیصلہ کے مطابق وہ جانی طاقتیں تک کی طرح پھیلے لگیں اور دو حصوں میں تقسیم ہو گئیں۔ اب اللہ تعالیٰ نظام خلافت کے تحت "غلبہ اسلام" کے سامان پیدا کرتا ہے۔ اور اس میں حضرت مسیح موعود کے مقدس خاندان کے ذریعہ سے برکت کے سامان پیدا کئے گئے ہیں۔

پس جماعت احمدیہ میں قائم ہونے والی بابرکت خلافت راشدہ کو حضرت مسیح موعود کے الہامات اور قریبات کے آئینہ میں یہ

عظمت ہے۔ اس سے ہے کہ حضرت مسیح موعود کی مبعوث اولاد اور نسب جو در حقیقت ان ہی طور پر بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس خاندان سے منسوب ہے۔ کے ذریعہ سے بہت زیادہ بابرکت بنا دیا گیا ہے۔ اور آج مشاہدہ بھی ایسی ہی تائید کرتا ہے۔ اور خلافت اور اس میں ان کی عظمت تیسریں نظامات کے ذریعہ سے۔ اور اس میں اللہ تعالیٰ نے بابرکت خلافت راشدہ کو حضرت مسیح موعود کے الہامات اور قریبات کے آئینہ میں یہ

مرحبا! دائم خلافت کا نظام

نتیجہ فکر محترم عبدالرحیم صاحب راٹھور۔ دارالہدیت راولپنڈی

لفز شوق سے پاک ہو اپنا کلام
غریبوں سے ہر کلی اجتناب
قول ہو اپنا سدا قول سدید
اموہ خیر الرسل یہ ہو عمل

آپ ہی امت خیر الرسل
ہر عمل سے ہو یہ ظاہر والسلام

غیر حق سے ہر دعا ہے نثر
مہدی موعود کا یہ دور ہے
دائمی ہے قدرت ثانی کا دور
نعرہ زن ہیں ہر طرف مناد آج

اہل دانش آ رہے ہیں اس طرف
غلبہ اسلام کا ہے انجام

خبر سے دانشوران مشرق و غرب
ہو گئے توحید کے شدید لوگ
شاد ماں ہیں مردوزن پیر و جوان
صد مبارک قدرت حق کا ظہور

رحمة للعالمین پر جنتیں
ستید کونین پر ہر دم سلام

ولادت

ناگسار کی بیوی عزیزہ فیرہ بیگم سلمہا کو اللہ تعالیٰ نے پہلی بچی کے بعد لڑکا عطا فرمایا ہے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت بیٹے کا نام "شاکر عزیز" تجویز فرمایا ہے۔ نومولود پر پوری عزیز احمد صاحب آف فیصل آباد (پاکستان) کا بیٹا اور چوہدری رحمت اللہ صاحب مرحوم کا پوتا ہے۔ احباب جماعت سے نومولود کے نیک خادم دین اور والدین کے لئے قرۃ العین بننے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ ایسا طرح عزیزہ نصیرہ کا بیٹا بھی کچھ بیمار رہتا ہے اور ناگسار بھی عرصہ سے مدد کی تکلیف میں مبتلا ہے کامل شفا یابی کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے۔ نومولود کی پیدائش کی خوشی میں ناگسار نے مبلغ ۱۰۰/- روپے شکرانہ خند میں جمع کئے ہیں (ناگسار شریف احمد ڈوگر درویش) تادیان

نظامِ خلافت سے استغنی اور اس کی برکات

از: محمد سعید سیٹھی، گنیر احمد صاحب، آئی. جی. کلمنتس

فارسی زبان کی مشہور ضرب المثل ہے "آفتاب آمد، دلیل آفتاب"۔ آفتاب کا منہ نہ شہود ہونا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ دنیا کے افق پر جلوہ گر ہوگا۔ اس کے بعد اس کی موجودگی کے ثبوت کے لئے کسی عقلی یا منطقی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔ ہر صاحبِ بصارت اور ذی شعور انسان اس کے نور کو دیکھ سکتا اور آفتاب کی تمازت کو محسوس کر سکتا ہے۔ بعینہ یہی دلیل خلافت کی برکات پر صادق آتی ہے۔

خلافت سے ہمیں کیا فوائد حاصل ہیں اور اس کی برکات ہیں؟ شاید کسی دہریہ کو دلائل سے سمجھانے کی ضرورت پڑے جہاں تک ہم احمدیوں کا تعلق ہے۔ ہم شب و روز ان فوائد کا مشاہدہ کرتے ہیں اور خلافت کی برکات سے متعمق طور پر ہمیں وہ عظیم برکات جن کا نزل بارش کی طرح ہم پر ہو رہا ہے، فالحمہ للہ علی ذلک۔

لاکھوں انسان ایک لمحہ پر جمع ہو کر خلافت کی برکات سے مستفید ہو رہے ہیں۔ برکاتِ خلافت بہت ہی وسیع معنوں میں خاکسار صرف ایک امر کا ذکر کرنا چاہتا ہے۔ اور درحقیقت یہی ایک برکتِ جہنم برکات کی بان ہے۔ دوسری برکات اسی کی دلیل میں آجاتی ہیں۔ وہ ہے ہماری مرکزیت۔ اجتماعیت۔ اور ایک لمحہ پر جمع ہونا۔ مسلمانوں کی تعداد اس وقت دنیا میں کروڑوں تک پہنچی ہے۔ نہ احوال کی کمی ہے۔ نہ نفوس کی۔ لیکن ان کا کوئی ایک واجب الاطاعت امام نہیں ہے۔ جس کے باعث وہ کروڑوں منتشر بھڑے ہیں۔ گاہے بگاہے فضا میں آواز کو بجتی ہے کہ فلاں مقام پر اتحاد المسلمین کے نام سے انجمن قائم ہوگئی۔ کہیں "خلافت کمیٹی" کا قیام عمل میں لایا جاتا ہے۔ کبھی دیواروں پر اشتہارات آدیزاں دیکھتے ہیں۔ کہ مسلمانو! خوش ہو جاؤ! انجمن اشاعت دین الحق قائم ہوگئی ہے۔ اپنی کھاؤں اور چندوں سے اس کی مدد کرو۔ اور پھر دیکھو! مسلمانوں کے تمام مصائب اور آلام کا خاتمہ ہو جائے گا لیکن ایک تفلیل غرضہ کے بعد ہی اکثر ایسے ادارے۔ اور ایسی انجمنیں مسلمانوں کی کھالیں تار کر اور ان کے احوال شیر اور کی طرح ہضم کر کے جمع۔ مؤنث۔ غائب ہو جاتی ہیں حقیقت یہ ہے کہ مسلمان اپنے مصائب کمزوریوں اور بیماریوں سے بخوبی آگاہ ہیں اور ان بیماریوں کے علاج کا ازودہ نسخہ بھی روز روشن کی طرح ان پر واضح ہے۔ لیکن اس نسخہ کے استعمال کی مقدرت نہیں پاتے۔ علاوہ اقبال کا یہ شعر ہے "فردق لم یربط ملت سے ہے تہا کچھ نہیں موب ہے دریا میں اور بیدوں دریا کچھ نہیں ہر احمدی کا دل آستانہ الوہیت پر سجدہ ریز اور اس کے احسانات کے تین جناب شکر سے لبریز ہے۔ کہ ہم اس زمانہ میں پیدا ہوئے۔ جو اسلام کی بعثت تائید کا دور ہے۔ اور پھر خدائے تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ہمیں امام زمانہ کو شناخت کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ چنانچہ آج ہر احمدی خدائے تعالیٰ کے فضل کا بے ترانہ گارہ ہے۔ کہ رَبَّنَا اِنَّا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ قَامَنَا۔ پھر خدائے تعالیٰ نے

ہمیں توفیق بھی عطا فرمائی۔ کہ ہم نے اپنا ہاتھ خلیفہ وقت کے ہاتھ میں دیا۔ جو امام زمانہ کے نائب کی حیثیت رکھتا ہے۔ مسلمان کروڑوں کی تعداد میں ہیں۔ لیکن ایک واجب الاطاعت امام سے محرومی کے باعث ان کے عمل کی جہات مختلف ہیں۔ اس لئے اس کا کوئی مثبت نتیجہ برآمد نہیں ہوتا۔ اس کے برعکس ایک احمدی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر صدق طبع سے ایمان رکھتا ہے۔ کہ اَلَا كَاهِرٌ مَّبْتَلٰتٌ يَّقَاتِلُ مِنْ دَرَجٰتِهِ۔ احمدی ایک ہاتھ پر جمع ہیں۔ اس لئے ان کی حقیر اور کمزور سعی میں بھی خدائے تعالیٰ نے برکت پر برکت ڈالی ہے۔ حضرت سید مودود علیہ السلام نے اپنی ایک کتاب میں تحریر فرمایا ہے کہ ابتدائے زمانہ میں نبوت کی مثال ایک کمزور ذائقہ والے پودے کی سی ہوتی ہے۔ تیز تند ہوا میں اسے بیج دہن سے اکھیرنا چاہتی ہیں۔ اور درندے اور چرندے اسے اپنے پاؤں تلے روندنا چاہتے ہیں۔ لیکن خدائے تعالیٰ کا فضل اسے آفات زمانہ سے محفوظ رکھتا ہے۔ اور وہ ناتواں پودا پھولتا پھولتا اور پودا چڑھتا ہے۔ اور آخر کار وہ ایک تنہا درخت کی صورت اختیار کر لیتا ہے اور قومیں اس کے شیریں اور ٹھنڈے سایہ تلے آرام کرتی ہیں آج احمدیت بفضلہ تعالیٰ ایک تنہا درخت بوجلا ہے۔ پہلے مخالفت مولویوں پادریوں اور پٹنوں تک ہی محدود تھی۔ خود ساختہ "امیر شریعت" عطاء اللہ شاہ بخاری نے کتنی رعوت سے یہ بڑا ٹکڑی تھی۔ کہ بڑے بڑوں نے احمدیت کی مخالفت کا بڑا اٹھایا لیکن کسی نہ کسی وجہ سے ناکام ہوئے۔ خدا تعالیٰ نے میرے مقدر میں یہ لکھ رکھا تھا کہ میں احمدیت کو نیست و نابود کروں۔ اور نادیاں کی اینٹ سے اینٹ بجادوں لیکن خلیفہ وقت نے یہ پیشگوئی فرمائی۔ کہ "میں احرار کے پاؤں تلے سے زمین نکلتی دیکھتا ہوں۔ اور بانگِ دہلی یہ اعلان فرمایا۔ کہ

دہ اپنا سر ہی پھوڑے گا۔ وہ اپنا خون ہی پیے گا دشمن سرخ کی پھاڑے گا مگر اتنا ہے مگر انے دو "امیر شریعت" کتنی حشروں کے ساتھ اس جہان سے گزر گیا۔ لیکن احمدیت کا فائدہ بڑی شان و شوکت کے ساتھ خلیفہ وقت کی قیادت میں کامیابی و کامرانی کی شاہراہ

پر گامزن ہے۔ عام مسلمانوں کی نفی اور مالی قوت کے مقابلہ میں ہماری تعداد بہت تھوڑی ہے اور اموال کی ذمہ داری حقیقت میں نہیں لیکن آج تحریکِ جدید کے ذریعہ اسلام کی تبلیغ کا مقدس فریضہ صرف ہماری جماعت ہی ادا کر رہی ہے۔ ایک شریف احمدی تحریکِ جدید کا معمولی سا چنڈہ ادا کرتا ہے۔ لیکن وہ بڑی سر بلندی سے اعلان کرتا ہے کہ آج ہمارے احوال سے اکتاف عالم میں اسلام کا ڈنکا بج رہا ہے۔ ہمارے پیارے امام کی طرف سے جو تحریک بھی جماعت کے سامنے آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت صدق دل سے اپنائی۔ من۔ دھن چھاد کر نے کے لئے تیار رہتی ہے۔ جماعت کی ان بے نظیر اور بے مثال قربانیوں سے اپنے اور دیگر گناہ انگشت بندوں میں۔ جو علی فنڈ کی تحریک پر جماعت نے جو عملی نمونہ پیش کیا۔ اس سے مخالفین احمدیت کی صفوں میں کھلبلی مچ گئی۔ اور کئی گنا کے مظالم اسی گھبراہٹ کی بازگشت تھی۔ غرض کہ خلافت کی برکت سے جماعت کے بیشتر حصہ کا معیار قربانی بہت اعلیٰ ہے۔ اس بیان کی صداقت پر حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی ایک دلولہ انگیز تقریر کا اعتبار پیش خدمت ہے۔ خاکسار نے خود یہ پروجوش تقریر حضورؑ کی مستی۔ اور آج کبھی حضورؑ کے یہ الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ حضور نے فرمایا۔

"خدا نے مجھے وہ تواریخ بخشی ہیں جو کفر کو ایک لمحہ میں کاٹ کر رکھ دیتی ہیں۔ خدا نے مجھے وہ دل بخشے ہیں جو میری آواز پر قربانی کے لئے تیار ہیں۔ میں انہیں سمندر کی گہرائیوں میں چھلانگ لگانے کے لئے تیار ہیں۔ میں انہیں پہاڑوں کی چوٹیوں سے اپنے آپ کو گرانے کے لئے کہوں۔ تودہ پہاڑوں کی چوٹیوں سے اپنے آپ کو گرا دیں۔ میں انہیں جلتے ہوئے تنوروں میں کود جانے کا حکم دوں۔ تودہ جلتے ہوئے تنوروں میں کود کر دکھادیں۔ اگر خودکشی حرام نہ ہوتی۔ اگر خودکشی اسلام میں ناجائز نہ ہوتی۔ تو میں اسی وقت یہ نمونہ دکھلا سکتا تھا۔ کہ جماعت کے سو آدمی کو میں اپنے پیٹ میں خنجر مار کر ہلاک ہو جانے کا حکم دیتا۔ اور وہ سو آدمی اسی وقت اپنے پیٹ میں خنجر مار کر مر جاتا۔"

(آگے صفحہ ۱۸ پر ملاحظہ کیجئے)

نظامِ خلافت مذہب کے دائمی نظام کا حصہ ہے

از مکتومہ محمد عبد اللہ صاحب - جی ایس سی حیدرآباد

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث کرنے کی غرض و دعوت ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کے ذریعہ واضح فرمائی کہ **رَبَّنَا وَاعْتَنِ فِيهِمْ رَسُولَكَ فِيهِمْ** **يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُم** **الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ** **اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ** کہ اے اللہ ان میں سے ایک رسول مبعوث فرما جو ان میں سے ہو۔ اس کا کام یہ ہو کہ وہ تیری آیات ان کو پڑھ کر سنائے شریعت سکھائے۔ احکام شریعت کی حکمت سے واقف کرے اور پھر ان کو پاک بھی کرے۔ یہ چار کام ایسے ہیں جو سارے عالم کی اصلاح پر محیط ہیں اور اصلاح عالم کا ایسا کوئی جزو باقی نہیں رہ جاتا جو اس کے حدود سے باہر ہو۔ بشری زندگی کے گنتی کے سال و الفتن کی اتنی وسعت کے کس طرح تحمل ہو سکتے ہیں۔ جبکہ چالیس سال کی عمر میں وحی و الہام کے ذریعہ نبوت سے سرفراز کیا جاتا ہے تاکہ **لَقَدْ نَسَّيْتُ فَيْكُمُ عَمْرًا** **مَنْ قَبْلِكَ اَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ** کا اعلان کر کے ہر مخالف پر حجت پوری کی جاسکے۔ بقدر طبعی میں اس عالمگیر فریضہ کی تکمیل کیونکر ممکن ہے خصوصاً ان حالات میں کہ دعوت کے معاً مخالفت کا طوفان اٹھاتا ہے اور ایک بے خبری کے بعد سعید روحیں اس کی آواز پر لبیک کہتی ہیں اور جب نبی اپنی طبعی عمر کو پہنچ کر اس دنیا سے کوچ کر جاتا ہے تو متبعین پر تشویش کا ایک پہاڑ ٹوٹ پڑتا ہے کہ اب کیا ہوگا۔ لیکن مشیت ایزدی نبی کے لگائے ہوئے پودے کو خشک ہونے سے بچانے کا سامان کرتی ہے اور وہ ارحم الراحمین خدا اس پودے کو سرسبز و شاداب رکھنے اور عمر اور کرنے کے لئے اس نبی کے جانشین یعنی خلیفوں کا سلسلہ شروع کر دیتا ہے جیسا کہ باری تعالیٰ سورہ نور میں ارشاد فرماتا ہے **وَعَسَى اللّٰهُ الَّذِي يَنْزِلُ الْاٰتِ** **وَعَسَى اللّٰهُ الَّذِي يَنْزِلُ الْاٰتِ** وہ خلیفہ نبی ایسی پریشانی کے عالم میں تکمیل دین یعنی دین کی مضبوطی کا سامان پیدا کرتا ہے اور مومنوں کی اس خوف کی حالت کو جو نبی کے وصال اور جدائی کے بعد طاری ہوتی ہے امن سے بدل دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خلیفہ ہم بناتے ہیں اور قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خلافت کی دو صورتیں بیان فرمائی ہیں۔ حضرت آدم کے بارے میں فرمایا **اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً** اسی طرح حضرت داؤد کو خلیفہ کے نام سے یاد کیا۔ گویا نبی اور رسول خدا تعالیٰ کے خلیفے یعنی جانشین ہوتے ہیں اور ان انبیاء کے کام کو بردار چڑھانے کے لئے سورہ نور کی متذکرہ صدر آیت میں مومنوں سے خلیفہ بنانے کا وعدہ کیا اور اس طرح واضح فرمایا کہ نظامِ خلافت دین کے دائمی نظام کا حصہ ہے۔ اور چونکہ نبی کی اتباع میں مومنوں کی ایک جماعت قائم ہو جاتی ہے ان کو یہ حق دیا کہ تم انہوں میں سے خلیفہ کا انتخاب کیا کرو۔ اور ساتھ ہی یہ بھی واضح فرمایا کہ خلیفہ ہم بناتے ہیں۔ یعنی تصرفات الہی اس طرح کارگر ہوتے ہیں کہ مومنوں کے قلوب خدا تعالیٰ کی جانب سے بنائے جانے والے خلیفہ کے انتخاب پر مرکوز ہوتے ہیں تاکہ یہ خلفاء انبیاء و مرسلین کے لگائے ہوئے پودے کی آبیاری کریں گویا خلافت، نظامِ نبوت کا تتیمہ ہوتی ہے۔ اسی لئے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایک حدیث میں فرماتے ہیں کہ ہر نبوت کے بعد خلافت کا نظام ضرور قائم ہوتا ہے۔

ماور زمانہ حضرت یحییٰ بن محمد علیہ السلام نے اس موضوع پر کہ نظامِ خلافت مذہب کے دائمی نظام کا حصہ ہے، اپنی تصنیف "شہادت القرآن" میں تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ حضور فرماتے ہیں :- "خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظنی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو۔ اس واسطے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ جانا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کے لفظ کا اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل بنا ہوا ہے۔ اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشراف و اولیٰ ہیں ظنی طور پر ہمیشہ کے لئے

تاقیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔" (صفحہ ۵۵)

حضرت ام المومنین سیدہ فاطمہ زہرا علیہا السلام نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو خلافت کے ذریعہ ایک ہاتھ پر جمع کر رکھا ہے اور اسے حضرت یحییٰ موعود کے پیغام کی تکمیل اور مضبوطی کا واسطہ بنا دیا ہے پس اس کی قدر کرو۔ کیونکہ یہی وہ چیز ہے جس کے ذریعہ آپ لوگ نبوت کے انعاموں کو اپنے لئے لے سکتے ہیں۔"

نظامِ خلافت کی ضرورت، اہمیت اور افادیت کے بارے میں غیر از جماعت دو بزرگوں کے ارشادات، قارئین کی دلچسپی کا باعث ہوں گے۔ حضرت مولانا سید محمد اسماعیل صاحب شہید علیہ الرحمۃ نے منصبِ امامت کے نام سے فارسی میں ایک کتاب تصنیف فرمائی ہے جس کا اردو ترجمہ گیلانی پریس لاہور سے ۱۹۴۹ء میں شائع ہوا۔ اس کا اقتباس ملاحظہ فرمائیے :-

"جیسا کہ کبھی کبھی دیکھ کر رحمت سے کوئی موم سر بلند ہوتی ہے اور ائمہ مدنی میں سے کسی امام کو ظاہر کرتی ہے ایسا ہی اللہ تعالیٰ کی نعمت کمال تک پہنچتی ہے تو کسی کو تختِ خلافت پر جلوہ افروز کرتی ہے اور وہی امام اس زمانہ کا خلیفہ راشد ہے اور وہ جو حدیث میں وارد ہے کہ **عَلَيْهِ السَّلَامُ** کا زمانہ رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد تیس سال تک اس کے بعد سلطنت ہوگی اس سے مراد ہے کہ خلافت متصل اور تواتر طریق سے تیس سال تک ہے گی اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ قیامِ قیامت تک خلافت راشدہ کا زمانہ وہی تیس برس ہے اور بس۔۔۔۔۔ بلکہ ایک دوسری حدیث خلافت راشدہ کے لفظ کے بعد پھر خود کرنے پر دلالت کرتی ہے۔"

(منصبِ امامت ص ۸۳)

نیز خلفائے راشد کی شان و عظمت کے بارے میں موصوف تحریر فرماتے ہیں :- "خلیفہ راشد سید رب العالمین، مسابہ انبیاء و مرسلین، سرمایہ ترقی دین اور ہم پایہ ملائکہ مقررین ہے دائرہ امکان کا مرکز، تمام دجہ سے باعث نحر اور ارباب عرفان کا افسر ہے۔ اس کا دل تجسبی رحمن کا عرش اور اس کا سینہ رحمت وافرہ اور اقبال جلالت یزداں کا پر تو ہے اس کی مقبولیت جمال ربانی کا عکس ہے اس کا قہر تیغ قضا اور نہر عطیات کا منبع ہے۔ اس سے اعراض معارضہ تقدر اور اس سے مخالفت مخالفت رب قدر ہے جو کمال اس کی خدمت گزاری میں صرف نہ ہو خیال ہے براز ظل اور جو علم اس کی تقسیم و تکریم کے بیان میں نہ لایا گیا سر اسردہم باطل و محال ہے جو صاحب کمال اس کے ساتھ اپنے کمال کا موازنہ کرے وہ مشارکت حق تعالیٰ پر مبنی ہے۔ اہل کمال کی علامت یہی ہے۔ کہ اس کی خدمت میں مشغول اور اس کی اطاعت میں مبذول رہیں۔ اس کی ہمسری کے دعوے سے دست بردار رہیں اور اسے رسول کی جگہ شمار کریں۔"

(ایضاً ص ۹۸۶)

۲۔ اُمتِ مسلمہ کے فلاسفر علامہ الشیخ الطنطاری الجہری جیسے انسان بھی کھیلے بندوں اس بات کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ اس خلافت کے دامن سے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورہ نور کی آیت استخلاف میں فرمایا ہے وابستہ ہونے کی صورت ہی یوں مسلمانوں میں اتحاد اور طاقت پیدا ہو سکتی ہے۔ چنانچہ موصوف نے اپنی کتاب القرآن والعلوم العصریہ کے صفحہ ۲۱ پر آیت استخلاف کو درج کرنے کے بعد جو کچھ تحریر کیا ہے اس کا ترجمہ حسب ذیل ہے :-

"اس آیت کو ہم نے اس کتاب میں دوبارہ ذکر کیا ہے اور مسلمانوں کے درمیان اتحاد کا طریق بیان کرنے کے بعد ہم نے پھر اس آیت کو دہرایا ہے۔ کیونکہ اس طریق کا علم ہمیں کتب عزیز سے ہوتا ہے اور اس کے لغز (آگے صفحہ ۱۸ پر ملاحظہ کیجئے)

برکاتِ خلافت

از: مکرم مولانا محمد اسحاق صاحب قائد اصلاح و ارشاد و انصار اللہ مرکزیہ ریلوے

وَلَقَدْ تَفَافَا فِي الْقُرْآنِ عَمِيدًا فَرَاتَا هُوَ
 "وَعَدَهُ اللَّهُ الَّذِي تَرَى أَمَّنُوا بِرَبِّكَ
 وَعَسَىٰ لُكُلُ الْعَالَمِينَ
 لَيْسَتْ خَلْقًا لَّعَنَهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا
 اسْتَخَافُوا أَنِّي كُنْتُ مِنْ قَبْلِهِمْ
 وَلَيْمَكُنَّ لَعْنَةُ رَبِّكَ عَلَىٰ الَّذِينَ
 ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَكِنَّ رَبَّكَ
 لَعَنَهُمْ بِخَوْفِهِمْ أَوْسًا
 يَعْبُدُونَ بَدَلًا لِّشَرِّكُوتِهِمْ
 فِي شَيْئًا
 وَمَا كُنْ سَفَرًا بَدَلًا ذَٰلِكَ
 كَمَا وَلَدْتُكَ
 لَهُمُ الْبَدَا سِدْقُوتُ ۝"
 (سورۃ نور آیت ۵۶)

اللہ تعالیٰ کے انبیاء اُس کے حکم سے
 ایک روحانی انقلاب برپا کرنے کے لئے دنیا
 پر تشریف لاتے ہیں اور بوجہ بشر ہونے
 کے اُن پر بھی موت وارد ہوتی ہے لیکن جس
 نظام کی بنیاد وہ اپنے ہاتھوں سے رکھ
 جاتے ہیں اللہ تعالیٰ اُسے کامیابی سے
 ہم کنار کرنے کے لئے اُن کی موت کے
 بعد انہیں ایسے جانشین عطا کرتا ہے جو
 اُن کے نقش قدم پر چل کر اس نظام کو عملاً
 نافذ کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں گویا اللہ
 تعالیٰ کے انبیاء تو صرف ایک ختم نبی ہی
 تھے آج بھی لیکن اسی نبی کی بارگاہی
 کرامتوں اور آثار کا اور تمام برکات اُن کے خاندان
 سے ہیں۔ آیت عزرا (۱۱۱) اللہ تعالیٰ نے
 بتلایا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ہم مومن
 ہیں اور ہماری حالت جیسا کہ ہے یہ وہی ہے
 کیا ہے کہ وہ انہیں حضور خلافت عطا
 کرے گا۔ جیسا کہ اُس نے ان سے پہلے
 کر کے تھا۔ خلافت عطا کی تھی۔

اس آیت میں بھی خلافت کی کئی برکات
 بیان کی گئی ہیں۔ اس سے عین نہایت
 بجا ہے کہ انہیں ان کے خلافت کی پہلی برکت
 یہ ہے کہ اس خلافت کے ذریعہ سے
 دنیا اسلام کو عمارت و تعمیریت کے
 لئے دوسری بار اس خلافت کے ذریعہ سے
 مومنوں کی حالت پر فانی ہو جائے گی۔
 بدل جائے گی۔ تیسری یہ کہ اس خلافت کے
 بدلے سے دنیا میں توحید خاصہ کا قیام
 ہوگا۔
 حضرت علیؓ اللہ علیہ وسلم کی وفات
 کے بعد پہلی اسلامی خلافت راشدہ کے
 ذریعہ برقیوں کو کام ڈنیا میں پوری شان

ہیں اور باوجود اس کے کہ وہ دن رات خلافت
 خلافت کی رٹ لگا رہے ہیں وہ ان کو
 مل نہیں رہی ہے۔

پس خلافت کی سب سے پہلی برکت تو
 یہی ہے کہ جن کے دل میں ہے اس کا اُن
 کے ہاں ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ
 کی نگاہ میں صرف وہی ایسے مومن ہیں جو
 ایمان کے تمام تقاضوں کو پورا کرتے ہیں
 اور اعمال صالحہ بجالا رہے ہیں۔

دوسری برکت خلافت کی یہ ہے کہ خلافت
 کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ اپنے پیچھے دین
 و اسلام کو شان و شوکت اور قوت و تکنت
 عطا کرتا ہے۔ چنانچہ جماعت احمدیہ کی
 تاریخ خلافت اس بات پر شاہد نا طوع
 ہے کہ اس کے ذریعہ اسلام اکناف عالم
 میں جو غلبہ حاصل ہو رہا ہے اُس کی مثال
 کسی اور مسلمان فرشتے میں ملتی محال ہے۔ یہ
 خلافت ہی کی برکت ہے کہ دنیا کے ہر
 ایسے ملک میں جہاں مذہبی آزادی ہے جماعت
 احمدیہ کے مشن قائم ہو چکے ہیں۔ اور لاکھوں
 کی تعداد میں غیر مسلم حلقہ بگوشی اسلام ہو
 چکے ہیں۔ یورپ اور افریقہ کی متعدد زبانوں
 میں قرآن کریم کے تراجم چھپ کر ان بر
 اعظموں کی مختلف قوموں کی روحانی پیاس بجھا
 رہے ہیں۔ اور افریقہ میں سینکڑوں ایسے
 سکول کھل چکے ہیں جو مسلمانوں کو عیسائیت
 کے دام فریب سے بچا کر انہیں بہ
 حیثیت مسلمان معاشرہ کے معزز اور
 قابل قدر افراد بنا رہے ہیں۔ جب کہ
 احمدیت کے وہاں پہنچنے سے قبل کسی
 مسلمان کے لئے ایسا ممکن نہ تھا کیونکہ
 کسی معزز عہدہ پر پہنچنے سے پہلے پہلے
 ہی وہ عیسائی ہو چکا ہوتا تھا۔

افریقہ میں عیسائیت ایک اور طریق سے
 بھی مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ کر رہی
 تھی اور وہ ان عیسائیوں کے ہسپتال
 تھے جہاں بعض نہایت ہی مکینہ اور فحش
 طریقوں سے مسلمانوں کو اسلام سے دل
 برگشتہ کیا جاتا تھا۔ مثلاً یہ کہ کسی مسلمان
 کو اس کی بیماری کے علاج کے لئے
 صحیح دوائی دینے کی بجائے عام پانی میں
 کوئی رنگ ڈال کر دے دیا جاتا جس کا
 نتیجہ کوئی فائدہ نہ ہو سکتا تھا اور نہ ہی
 عملاً ہوتا۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد اُسے صحیح
 دوائی دے کر یہ کہا جاتا کہ لو اب مسیح کا نام
 لے کر یہ دوائی بیو جس سے نتیجہ میں رہیں
 گئے۔ مثلاً یا اب ہو جاتا اور اُسے اس طرح
 اسلام سے بدظن کر کے عیسائی بنا لیا
 جاتا۔ لیکن خلافت احمدیہ کی برکت کے
 نتیجہ میں اب کسی مسلمان کو اپنے علاج کے

لئے اس قسم کے ہتھکنڈے استعمال کرنے
 والے عیسائی ہسپتالوں میں جانے کی ضرورت
 نہیں ہے۔ کیونکہ اب اللہ تعالیٰ کے فضل
 سے جماعت کے دوسروں ہسپتالوں
 افریقہ میں کھل چکے ہیں۔ اور مسلمانوں کو
 اب اپنا ایمان نضرہ میں ڈالنے کی کوئی
 ضرورت نہیں ہے۔

افریقہ میں یہ سکول جو اسلامی تعلیم دیتے
 ہیں اور یہ ہسپتال جو انسانییت کی خدمت
 کر رہے ہیں صرف اُس جماعت کے ہیں
 جس کو اللہ تعالیٰ نے نعمت خلافت سے
 سرفراز کر رکھا ہے۔ لیکن پاکستان کے
 کسی اور فرقے کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق
 نہیں دی کہ وہ بھی اسی قسم کے کام کرے
 کیونکہ وہ سب نعمت خلافت سے محروم ہیں۔
 تیسری برکت جو ہمیں خلافت کے ذریعہ
 سے مل رہی ہے وہ یہ ہے کہ جماعت پر
 آج تک جس قدر بھی ابتلا کے دور آئے
 ہیں اُن سب کے شر سے اللہ تعالیٰ نے
 خلافت کے طفیل جماعت کو نہ صرف بچ
 لیا بلکہ ترقی پر ترقی دی۔ جب حضرت مسیح
 موعود علیہ السلام کا وصال ہوا تو دنیا نے
 کہا کہ اب مرزا صاحب کا کارخانہ (نحوذ باصد)
 تباہ ہو جائے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت
 مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کو
 منصب خلافت پر منتخب فرما کر انہیں یہ
 توفیق دی کہ آپ نے جماعت کو ہر
 قسم کے انتشار اور پراگندگی سے بچا لیا۔
 پھر جب حضرت خلیفۃ المسیح الاولؒ فوت
 ہوئے تو اہل پیغام کے زیر اثر جماعت
 کے ایک کثیر حصہ نے خلافت سے ہی
 انکار کر دیا لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی
 رضی اللہ عنہ نے جماعت کی قیادت اس
 انداز سے کی کہ جس سے صاف معلوم ہوتا
 تھا کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ صرف اُس جماعت
 کے ساتھ ہے جو خلافت سے منکف
 ہے۔ چنانچہ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ تھوڑے
 ہی عرصہ میں جماعت کی اکثریت پھر سے
 دامن خلافت سے وابستہ ہو گئی۔ اور
 جماعت نے بیرون ملک بھی اس سرعت
 سے ترقی کی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؒ
 کی وفات سے قبل آزاد دنیا کے بیشتر
 ممالک میں احمدیت اس طرح قائم ہو چکی تھی
 کہ بے خوف و خطر یہ کہا جاسکتا تھا کہ
 احمدیت پر سورج غروب نہیں ہوتا۔
 اور جہاں تک اندرون ملک خلافت کا
 سوال تھا جو جماعت پر کئی ایسے ذمہ گزار
 اور جان گسل دور آئے کہ عام لوگوں نے
 گھج لیا کہ بس اب یہ جماعت ختم ہو جائے
 گی۔ لیکن خلافت کی برکت سے اللہ تعالیٰ

وشوکت سے ظاہر ہوئے۔ حضرت ابو بکر
 صدیقؓ نے فتنہ ارتداد کا اس جو اُردی اور
 دلیر کا سے مقابلہ کیا کہ سب مرتد قبائل رب
 از سر نو حلقہ بگوشی اسلام ہو گئے۔ جو سنے
 مدعیان نبوت خلافت راشدہ کے بالمقابل
 بعد اپنے ساز و سامان اور لاؤ لشکر کے بڑی
 طرح پسپا ہو کر یا تو مارے گئے یا انہوں
 نے خلافت راشدہ کے سامنے ہتھیار
 ڈال دیے اور توبہ کر لی۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ
 کے آخری زمانہ خلافت سے شروع کر
 کے حضرت عمرؓ کے ابتدائی زمانہ خلافت
 تک کی ۲۰ سیلاب جنگوں کے ذریعہ سے قبیر
 و کسریٰ کی عظیم الشان حکومتوں کے حملوں
 کا خوف بالکل ختم ہو گیا اور اسلام ایک اعلیٰ
 درجہ کی منظم حکومت بن کر زمین پر نمودار
 ہوا اور عرب اور اس کے ارد گرد کے ممالک
 میں توحید خالص ایک چمکتی ہوئی سورج
 کی طرح منور فشاں کرنے لگا۔

احادیث نبویہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہی
 خلافت راشدہ کے بعد مسلمانوں میں شوکت
 چھیل جائے گی جس کے بعد ایک اور بڑی
 جا برتہم کی بادشاہت کا دور آئے گا اور
 جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا یہ دور چلے
 گا اور آخر میں مسی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ
 "ثُمَّ تَكُونُ الْخَلِيفَةُ ذَاتَ عَلِيٍّ
 مِنْهَا بِيَعُ التَّكْوِيْنُ ۝"
 یعنی شوکت کے دونوں قسم کے دوروں
 کے بعد نہایت نبوت پر چر خلافت قائم
 ہو جائے گی۔ یہ خلافت حضرت مسیح موعود
 اور پہلی موعود کا ہوگی جو نبی اللہ ہوں گے
 چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ خلافت
 جماعت احمدیہ میں سلاماً قائم ہے
 اور جماعت احمدیہ کے برحق ہونے کی ایک عظیم
 الشان دلیل ہے کیونکہ سورہ نور کی مذکورہ
 بالا آیت میں اللہ تعالیٰ نے خود یہ وعدہ
 فرمایا ہے کہ وہ پیچھے مومنوں کو ضرور نعمت
 خلافت سے سرفراز کرے گا۔ پس باقی
 مسلمانوں کا اس موعودہ نعمت سے محروم
 ہونا اور احمدیوں کا اس نعمت سے مستمتع
 ہونا اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ ایمان
 کے اصلی اور حقیقی تقاضوں کو صرف جماعت
 احمدیہ پورا کر رہی ہے۔ جس کے باعث
 وہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں خلافت کی مستحق
 ٹھہری ہے اور باقی مسلمان اس سے محروم

خلافت احمدیہ کا ثبوت

اہل بیبا کی تحریرات سے

از مکرم مولوی غور رشید احمد صاحب پر بھاکر قادیاں

۱۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد جماعت احمدیہ میں خلافت کا روحانی نغمہ جاری ہوا۔ یہاں کہ برنجی کے بعد عموماً اور سیدنا حضرت مسیح موعود صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضور ہما امت محمدیہ میں خلافت یعنی مہراج النبوت کا سلسلہ پڑا۔ بعینہ جماعت احمدیہ نے حضرت مسیح موعود صلیہ السلام کے بعد خلافت یعنی مہراج النبوت کی لہجہ کے مطابق حضرت حنا، نور الدین صاحب کو اپنا خلیفہ قبول کیا۔ اور تمام افراد جماعت احمدیہ نے حضرت ممدوح کے ہاتھ پر بیعت خلافت کر لی۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے وصال سے پہلے فرمایا میں اپنے بعد خلافت سے رہتا ہوں۔ یہی حدیث قرآنی ہے۔ "یہی حدیث ایک عظیم قدرت باری اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے۔ جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانیہ کے ارتقا میں آگے بڑھ کر آئیں کہتے ہو..... ان کا آنا تم سے ہے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ تم سے زیادہ عظیم قیامت قائم کرنے میں ہوں گے۔"

۲۔ حضرت مولوی صاحب کا فرمان ہمارے واسطے ایسا ہی ہے جیسا حضرت اقدس مسیح موعود ہدی صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ (اخبار بدہ ۲ جون ۱۹۰۸ صفحہ ۶ کالم ۲) ۳۔ اس کے بعد ساری جماعت کو ایک ضروری اعلان بھیجا گیا کہ: "حضرت خلیفہ المسیح کی بیعت ہم لوگوں نے جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہیں، کی۔ اور اس لئے حضرت خلیفہ المسیح کے جملہ احکام خواہ وہ مسائل کے بارہ میں ہوں یا کسی اور بارے میں، ان سب لوگوں کے لئے ماننا ضروری قرار دیا گیا۔ جنہوں نے آپ کے ہاتھ

آیت (سورۃ الانبیاء آیت ۱۰۶) ہا صاف پکار رہی ہے کہ اسلامی خلافت بالحق ہے۔ (شہادۃ القرآن صفحہ ۵) جماعت احمدیہ کے جملہ افراد نے حضرت امام ہدی علیہ السلام کی وصیت کے مطابق حضرت خلیفۃ المسیح الاولؑ کے دست مبارک پر متفقہ طور پر بیعت کر کے دنیا بابت اعلان مشرک کر لیا۔

۱۔ آپ کے وہاں مندرجہ الوصیت کے مطابق جب مشورہ معتمد میں صدر انجمن احمدیہ موجودہ قادیاں واقربا حضرت مسیح موعود علیہ السلام و باجاء حضرت ام المومنین مکمل قوم نے جو قادیاں میں موجود تھی۔ اور جس کی تعداد بارہ سو تھی و الامتاق حضرت حاجی الحرمین الشریفین جناب حکیم نور الدین صاحب سلمہ کو آپ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا۔ اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

(اخبار بدہ ۲ جون ۱۹۰۸ صفحہ ۱) حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے دست مبارک پر بیعت خلافت کرنے کے بعد مولوی محمد علی صاحب اور دیگر اکابرین جماعت احمدیہ نے حضرت ممدوح کی خدمت اقدس میں مندرجہ ذیل درخواست پیش کی کہ:-

"حضرت مولوی صاحب کا فرمان ہمارے واسطے ایسا ہی ہے جیسا حضرت اقدس مسیح موعود ہدی صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ (اخبار بدہ ۲ جون ۱۹۰۸ صفحہ ۶ کالم ۲) ۳۔ اس کے بعد ساری جماعت کو ایک ضروری اعلان بھیجا گیا کہ: "حضرت خلیفہ المسیح کی بیعت ہم لوگوں نے جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہیں، کی۔ اور اس لئے حضرت خلیفہ المسیح کے جملہ احکام خواہ وہ مسائل کے بارہ میں ہوں یا کسی اور بارے میں، ان سب لوگوں کے لئے ماننا ضروری قرار دیا گیا۔ جنہوں نے آپ کے ہاتھ

بر بیعت کی۔ (ایک ضروری اعلان صفحہ ۱۱ مولوی محمد علی صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے دور خلافت یعنی ۱۹۱۲ء تک جماعت احمدیہ متفقہ طور پر خلافت احمدیہ کو جزو ایمان سمجھتی اور اس کی اشاعت کرتی رہی جیسا کہ اہل بیبا جماعت کے رسالہ المہدی ۱۹۱۲ء صفحہ ۵۶ سے ظاہر ہے کہ

"ہم..... حضرت نور الدین اعظم کو حضرت اقدس کے بعد اپنا ایک صاحب الاخلاص اور دینی پیشوا یعنی امام مانتے ہیں"

۲۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے وصال اور خلیفۃ المسیح الثانی کے آگے کے بعد حصول اقتدار کی ہوس رکھنے والے کچھ افراد نے جماعت احمدیہ کے دو بھڑا کر دیئے۔ شکست خوردہ ذہنیت کے شکار چند افراد احمدیت کے دائمی مرکز قادیاں کو چھوڑ کر لاہور چلے گئے اور انہوں نے خلافت احمدیت کے خلاف انجمن اشاعت اسلام کے ناک سے محاذ قائم کر کے "پیغام صلح اخبار کے ذریعہ ایک مورچہ سنبھالی لیا اور موقعہ پا کر ان کے دلوں کا لاوا پھوٹ پڑا کہ:-

"جب ہم چار پابرخ آدمی قادیاں سے نکلے ہیں تو اس وقت ہی ہم نے طے کر لیا تھا کہ ہم مسئلہ تکفیر کا مقابلہ کریں گے۔"

(پیغام صلح ۲ مارچ ۱۹۰۴ صفحہ ۸) ۲۔ جب اکابرین اہل بیبا نے کچھ طاقت مجتمع کر لی تو مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبایعین نے اپنی ایک جوشیلی تقریر پیراٹرے غیلہ و غلبہ کے ساتھ جملہ غیر مبایعین حضرات کو انتہائی طور پر برا بھلا کرتے ہوئے کہا کہ:-

"میں کہتا ہوں قادیاں کی خلافت مشرک کا ایک قلعہ ہے۔ اسلام اور احمدیت کا تقاضا ہے کہ اس قلعہ کو توڑ دیا جائے۔" (پیغام صلح ۲۶ مئی ۱۹۰۶)

۳۔ قادیاں میں کفر کا زبردست قلعہ تعمیر ہو رہا ہے۔ اس کی سیادیں رکھی جا چکی ہیں۔ آپ لوگوں کا فرض ہے اس قلعہ کو پوری کوشش کے ساتھ توڑ ڈالیں..... اس کام کے لئے پوری کوشش اور ہمت کی ضرورت ہے۔ قربانی کی ضرورت ہے۔ تم میں سے ایک ایک فرد اس کفر و شرک کے قلعے کو توڑنے کے لئے اٹھ کھڑا ہو۔ (ایضاً)

جماعت احمدیہ کا مسلمہ اور متفقہ عقیدہ ہے کہ خلافت احمدیہ کا دامن قیامت تک متحد ہے اور یہی عقیدہ ۱۹۱۴ء تک اکابرین اہل بیبا کا تھا۔ اس مورچہ پر جس جھڑپوں نے غیر مبایعین حضرات کے لٹیرے سے اہور نمودار پیش کر دیا ہوں۔ ان سے ہمارے مسلک کی تائید و صداقت ثابت ہوتی ہے۔ سداً حضرت امام ہدی علیہ السلام نے الوصیت میں اپنے بعد قدرت ثانیہ کے قیام کی خوشخبری دی ہے۔ قدرت ثانیہ سے مراد خلافت ہے غیر مبایعین حضرات بھی قدرت ثانیہ سے خلافت ہی مراد لیتے رہے ہیں۔ اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول کو قدرت ثانیہ کا مظہر اول جانتے رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو:-

۱۔ بڑی خوشی کا مقام ہے کہ خدا تعالیٰ نے قدرت ثانیہ کے ظہور کا مظہر اول ہمیں عطا کیا۔ وہ مظہر اول دہی ہے۔ جن کا ذکر میں پہلے کر آیا ہوں۔ یعنی حضرت حکیم الامتہ (الحکم ۲ جون ۱۹۰۸)

۲۔ حضور علیہ السلام و السلام کی اس وصیت کی تعمیل کے لئے قدرت ثانیہ کے مظہر اول حضرت خلیفۃ المسیح نے اخبارات میں اعلان کر دیا ہے۔

(الحکم ۲۲ اگست ۱۹۰۸ صفحہ ۵) ۳۔ اب قدرت ثانیہ کا جو مظہر اول ہمارے درمیان قائم ہوا ہے وہ حضرت خلیفۃ المسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود ہے..... اب یہ خلافت

اولی جو قائم ہوئی ہے۔ اس قدرت ثانیہ کے فیض سے حصہ لینے کے لئے نہایت ہی سجاوہ صحیح ذریعہ ہے۔ اور اب جو کچھ فیض جاری خدمات پر اللہ تعالیٰ سے ہم کو ملتا ہے۔ اس کا پہلا مظہر ہی خلافت اولی ہے۔

(تقریر سید صاحبہ سنی شاہ صاحب برقعہ جلد سالانہ ۱۹۰۸ء ۱۰ اخبار بدہ ۲۸ جنوری ۱۹۰۹ء صفحہ ۵۔ رپورٹ جلسہ سالانہ

دسمبر ۸۔ ۱۹۸۰ء صفحہ ۷۸ مرتبہ مولوی محمد علی صاحب

۴۔ جیسے کہ پہلے خلفاء حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ کے وقت میں قدرت ثانیہ کا ظہور ہوا۔ اس طرح دلائل سے اسلام پھیلے گا۔ (پیغام صلح ۲۸ جولائی ۱۹۴۳ء) ۵۔ دوستو! میں سچ سچ کہتا ہوں کہ میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھا تو احمد کی شکل میں اور حضرت ابو بکرؓ کو دیکھا تو اسرا نور الدین کی شکل میں۔

(تقریر خواجہ کمال الدین صاحب اخبار ہدایت ۱۲/۱۱/۱۹۷۰ء اپریل ۱۰۔ ۱۹۷۰ء صفحہ ۸) ۶۔ میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے حضرت حاجی حسین شریفین حضرت مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح نے حضرت ابو بکرؓ کا پورا پورا نمونہ دکھایا۔ تقریر سید محمد حسین شاہ صاحب اخبار ہدایت ۱۴ جنوری ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۔ رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۹۰۸ء صفحہ ۹۵ مرتبہ مولوی محمد علی صاحب

ان حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ اگر برین اہل پیغام قدرت ثانیہ سے خلافت احمدیہ مراد لیا کرتے تھے جس کے منظر اول حضرت حاجی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاولؒ پیش حضرت ابو بکر صدیقؓ تھے۔ قدرت ثانیہ کے منظر اول کے بعد قدرت ثانیہ کے منظر ثانی پیش حضرت عمرؓ سیدنا حضرت فضل عمر اور پھر منظر ثالث کا وجود باوجود بھی لازمی و ضروری تھا۔ کیونکہ یہ ایک ایسی اہل حقیقت ہے جو منہم شہود پر جلوہ افروز ہو چکی ہے۔ اس صداقت کا انکار رالی کے دانہ کے برابر ایمان رکھنے والا کوئی بھی آدمی نہیں کر سکتا۔ چنانچہ قدرت ثانیہ کے منظر ثانی سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب فضل عمرؓ کے انتخاب کے بعد انجن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور نے اپنے پہلے اجلاس منعقدہ ۲۲ مارچ ۱۹۱۴ء میں ایک ریزولوشن پاس کیا کہ:-

۷۔ صاحبزادہ صاحب کے انتخاب کو اس حد تک ہم جائز سمجھتے ہیں کہ وہ غیر احمدیوں سے احمد کے نام پر بیعت لیں۔ یعنی اپنی سلسلہ احمدیہ میں ان کو داخل کر لیں۔ لیکن احمدیوں سے بیعت لینے کی ہم ضرورت نہیں سمجھتے۔ اس سلسلہ سے ہم انہیں امیر نہیں تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن اس کے لئے بیعت کی ضرورت

نہ ہوگی۔ اور نہ ہی امیر اس بات کا مجاز ہوگا کہ جو حقوق و اختیارات صدر انجن احمدیہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیئے ہیں اور اس کو اپنا جانشین قرار دیا ہے۔ اس میں کسی قسم کی درست اندازی کرے۔

(پیغام صلح ۲۲ مارچ ۱۹۱۴ء) ۸۔ ہمارے نزدیک انجن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حقیقی جانشین سے اور وہ امیر یا خلیفہ کو مقرر کر سکتی ہے اور اسے معزول بھی کر سکتی ہے۔ انجن کا اختیار ہے کہ کسی کو ایک سال کے لئے مقرر کرے، کسی کو دس سال کے لئے یا ساری عمر کے لئے۔

(پیغام صلح ۱۲ مئی ۱۹۴۲ء) ۹۔ غیر مبایعین کے ایک مبلغ جناب اختر حسین صاحب گیلانی نے جماعت احمدیہ میں خلافت کے وجود کو تسلیم کرتے ہوئے اقرار کیا کہ: "میں اگر شخصی خلافت ہی انکار ہے تو صرف اس بنا پر ہے کہ اس کو یہ حیثیت دی جاتی ہے کہ وہ انجن پر حاکم کی حیثیت سے ہوگی۔"

(رسالہ مباحثہ راولپنڈی صفحہ ۶۸) انجن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت غیر مبایعین اور ان کے مبلغین وغیرہ کے بیانات سے جماعت احمدیہ میں خلافت کا وجود تو ثابت ہے۔ اختلاف صرف اس قدر ہے کہ خلیفہ صرف انجن مقرر کرے یا ساری جماعت اس کا انتخاب عمل میں لائے۔ معتمدین صدر انجن احمدیہ خدائے کے مقرر کردہ خلیفہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی حیات طیبہ میں تشکیل دی تھی جس کے نمبر ان کو حضرت خلیفۃ اللہ موعود مقرر فرماتے یا تبدیل کرتے تھے۔ کیا یہ انجن احمدیہ علیہ السلام کے حین حیات آپ کی جانشین تھی۔ اور کیا اس سے کاربرین اہل پیغام کے تجویز کردہ اختیارات حاصل تھے؟ بہر حال اہل پیغام کے مفروضہ کے نظر اس کا تجزیہ کیا جائے تو بھی جماعت احمدیہ میں خلافت کا وجود ثابت ہے۔ صدر انجن احمدیہ کے عین فیصلہ بہ خلافت کے قیام کے سلسلہ میں صدر انجن احمدیہ کے اب تک تین فیصلے منظر عام پر آچکے ہیں، خلافت کے قیام پر سب سے پہلا اجتماع سیدنا

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؒ کے انتخاب کے موقع پر ہوا کہ:- "صاحب مشورہ معتمدین صدر انجن احمدیہ قادیان..... جناب حکیم نور الدین سلمہ کو آپ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔"

(اخبار ہدایت ۲ جون ۱۹۰۸ء) ۱۰۔ انجن کا دوسرا فیصلہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؒ کے وصال کے بعد قدرت ثانیہ کے منظر ثانی کے انتخاب کے موقع پر ہوا۔ جس پر مولوی محمد علی سلمہ اناخیر منہ کے تحت بیعت سے انکار کرنے ہوئے اس انتخاب کے نتائج پر رائے زنی کی کہ:-

"جس صورت میں زیادہ حصہ مجلس معتمدین کا صاحبزادہ کا بیعت شدہ تھا تو کیا وجہ ہے کہ صاحبزادہ صاحب کو اس پر اعتبار نہیں رہا۔ سیکرٹری ان کا مرید ہما سب ان کا مرید، ناظران کا مرید وہ خود اس کے میر مجلس۔ پندرہ میں سے نو ان کے مرید وہ جس طرح چاہتے ان سے کام لے سکتے تھے۔"

(پیغام صلح ستمبر ۵ مئی ۱۹۱۴ء) صدر انجن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور کے منہم ثابت کے انتخاب کے موقع پر ہوا۔ جس میں انجن نے جماعتی کثرت رائے کے ذریعہ تسلیم کیا اور جس سلسلہ احمدیوں نے سیدنا حضرت نامر ایڈہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دست مبارک پر بیعت خلافت و تجدید بیعت خلافت کے حضرت امام ہدی موعود علیہ السلام کی بیعت پر عمل کیا۔ پس اب تک تین بار صدر انجن احمدیہ عملاً خلیفہ کے انتخاب کا جماعتی فیصلہ قبول کر چکی ہے اور انجن نے اس فیصلہ کو انارے کی گنجائش نہیں کہ جو خدائے نے خلیفہ وقت کو پہنائی ہوتی ہے۔ بلکہ انجن اشاعت اسلام لاہور نے بھی عملاً اپنے امیر کو معزول کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی۔ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اکابرین غیر مبایعین میں نمایاں پوزیشن رکھتے ہیں۔ ان کی تحریرات میں ۱۹۱۴ء تک جماعت احمدیہ میں خلافت کی تائید ہوتی ہے۔ انہوں نے اپنی وصیت میں لکھا تھا کہ

"میر میرے مرنے کے بعد میری اولاد و زکوٰۃ و امانت نابالغ رہائیں تو ان کی تعلیم و تربیت و ترویج

وغیرہ کا انتظام بطور کاروبار کے خلیفہ وقت کی سرپرستی میں کیا جائے۔" (المترجم ۲۹ جنوری ۱۹۰۴ء) ان حوالہ جات سے ثابت ہے کہ غیر مبایعین حضرات خلافت احمدیہ کے دل سے ضرور قائل ہیں۔ ان کا اختلاف صرف خلیفہ کے دائرہ عمل سے ہے۔ چونکہ خلافت کے قیام کے بغیر دعائی نظام چل نہیں سکتا۔ اس لئے ایک لمبے تجربے کے بعد جماعت احمدیہ ناچارہ ان کے امیر اور دیگر اکابرین نے بوجہ ندامت خلیفہ یا خلافت کا نام لئے بغیر الوصیت کے حصہ قدرت ثانیہ کے مد نظر خلیفہ کی اشد ضرورت و اہمیت کا اقرار کرتے ہوئے اپنی غلطی کا اعتراف کیا ہے۔ مولوی محمد علی صاحب نے کہا کہ:-

۱۱۔ جماعت احمدیہ (غیر مبایعین) نے الوصیت کے عملی حصہ کو اختیار کرنے میں کمزوری دکھائی ہے اور اس کی وجہ سے کمزور ہو گئی ہے۔ اس بارہ میں سب سے زیادہ قصور وار وہ شخص ہے جو اس وقت تمہارے سامنے کھڑا ہے۔ گناہ کے اس احساس کے ساتھ جو ایک بدترین گنہگار کو ہو سکتا ہے۔ میں اس قصور وار کو تازی کا اقرار کرتا ہوں کہ سب سے زیادہ کمزور کامیابی سے دکھائی۔"

(پیغام صلح ۴ جنوری ۱۹۰۴ء صفحہ ۸) ۱۲۔ یہ (ترقی) بھی ممکن ہے جب ایک داعیہ اطاعت امیر کے ہاتھ میں جماعت کی باگ ڈور ہو تمام افراد اس کے اشارے پر حرکت کر سکیں۔ سب کی نگاہیں اس کے ہونٹوں کی جنبش پر ہوں اور جو نبی اس کی زبان فیض ترحمان سے کوئی حکم مترشح ہو۔ بلا حیل و حجت اس پر عمل پیرا ہوں۔"

(پیغام صلح ۷ جنوری ۱۹۰۴ء صفحہ ۴) ۱۳۔ ضروری ہے کہ ایک فرد کی شخصیت موجود ہو جو سب کا سربراہ اس قانون کے تحت واجب العمل ہو اور کوئی فرد جماعت اس کی سربراہی میں چون و چرا نہ کرے۔ اس ادارت کی بہترین مثال زمانہ انارک ابو بکرؓ کے ہیں۔"

(پیغام صلح ۱۵ جنوری ۱۹۰۴ء صفحہ ۱۵) اللہ تعالیٰ نے محمد انھیں کی کھولے اور انہیں قبول حق کی عطا فرمائے۔ آمین۔

کو برسرستی کے گڑھے میں دھکیل دیا۔
(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد چہارم صفحہ ۵۰۵)
سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس "انگھارالقی" ٹریکٹ کی تائیدکن کو حاصل یعنی اس کی وضاحت پنہام صلح کے سربرست کے حسب ذیل الفاظ سے ہوتی ہے

"جو ٹریکٹ یعنی انگھارالقی ناقل نامی ہم نے دیکھے ہیں ان میں ذرا بھی شک نہیں کہ اکثر باتیں ان کی سچی ہیں جہاں تک کہ ان کے تعلق ہمارا علم ہے اور بعض باتیں ہمارے علم سے بالاتر ہیں اس لئے ہم ان کی نسبت کچھ نہیں کہہ سکتے ہمارے خیالی میں یہی راستے تمام جماعت کی ہو گئی۔"

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد چہارم صفحہ ۵۰۵)
تاریخ احمدیت کرام! حضور بالادنیات کی روشنی میں خود اندازہ کریں کہ اکابرین غیر مبایعین خدا تعالیٰ کے قائم کردہ مسلمہ کے ساتھ اپنے بوسے اقتدار کی خاطر کس طرح کھیل رہے اور پیغام صلح کے ذریعہ ہم کو خلیفۃ المسیح الاول سے "پیغام جنگ" کا نام دیا تھا کن ناشائستہ جذبات کہ احتمال کر کے حق و صداقت پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش میں مصروف تھے اور یہ سب کچھ "پنہام صلح" کا ہی نشانہ تھا جبکہ عدالتی تقدیر نے پہلے ہی آسمان پر فیصلہ کیا تھا کہ اس ادوار الخ خدائی جماعت کی حقانی خلافت کے سخی حضرت مولوی نور الدین کے بعد حضرت رزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ہونگے چنانچہ ایسا ہی عمل میں آیا جبکہ تمام قوم نے آپ کی خلافت پر اتفاق کر کے آپ کو اپنا و نشین خلیفہ تسلیم کیا اور بفضلہ تعالیٰ آپ کا دن سال تک مسجد خلافت پر گزارا رہ کر بائبل مرام ۱۹۶۵ء میں اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی کے دور خلافت میں اکابرین غیر مبایعین نے آپ پر کسی قسم کے خلاف واقعہ اتہام لگائے سخی کہ لغوہ باللہ "زند" حسن بن مصباح اور "دوئی" تک سے تشبیہ دینے میں ان لوگوں نے ہچکچاہٹ سمجھوس نہ کی مگر خدا تعالیٰ نے ان کی ہرزہ سرایوں کو انہیں تک محدود رکھ کر انہیں پر الٹا کر ہیبت کے لئے احمدیہ بلڈنگ کی چار دیواری میں انہیں محصور کر کے رکھ دیا اور خلیفہ برقی کسی روحانی سلطنت کو انہیں محال تک پھیلانے کی راہ انہیں کو ان کے تابع کر دیا جس مقدس خلیفہ کو غیر مبایعین بزم خود کن کا پتہ سمجھ کر یہ اعلان کرتے تھے

کہ:- "ایک غیر معصوم انسان کو جو اپنی رشد کی عمر کو ہی نہیں پہنچا اپنا سر اور راہنما بنا لیا ہے۔" (المہدی علیہ السلام)
"اب وہ یعنی مبایعین ناقل نامی پچیس سال کے نو عمر جوان کے غلام ہیں کیونکہ وہ موجودہ خلیفہ صاحبزادہ صاحب کے ساتھ کامل اطاعت کی بیعت کر چکے ہیں بس وہ ایک گونہ ایک بچے کے (یعنی غلام بن گئے)" (پیغام صلح ۱۲ اپریل ۱۹۶۱ء)
نو عمر کی قیادت سے
اعتراض کا جواب

پہلی مجلس شوریٰ میں ہی فضل عمر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس اعتراض کا مسکت جواب دیا جو منصب خلافت کے ۲۵ ص ۲۵ پر درج ہے اس ٹریکٹ میں حضور نے غیر مبایعین کے اعتراضوں کی حقیقت کھول کر بتائی اور فرمایا:-
"مکھاتا ہے کہ عمر چھوٹی ہے حضور نے اس کے جواب میں حضرت ابن امیہ کا واقعہ بیان فرمایا جنہیں حضرت عمر نے ۹ سال کی عمر میں کوثر کا گورنر بنا کر بھیجا تھا کہ وہ دالوں سے ازراہ مذاق وغیر مبایعین کی طرح ناقل نامی) ان سے عمر لڑ چھوٹی انہوں نے جواب دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہؓ کو جس عمر میں کبار صحابہ کا امیر بنا کر بھیجا تھا میں اس سے دو سال بڑا ہوں (یعنی ۲۱ سال کا) حضور نے فرمایا میں بھی اسی رنگ میں جواب دیتا ہوں کہ میری عمر ابن امیہ سے بھی سات برس زیادہ ہے۔ (یعنی ۲۵ سال)" مگر انہوں نے کہا کہ باوجود اس حقیقت کے پھر بھی غیر مبایعین کی تسلی نہ ہوئی اور وہ مولوی محمد علی صاحب کی تادم زلیت اس تھا میں سرگرداں رہے کہ مولوی محمد علی صاحب احمدیت کے پہلے مجدد تھے و پیغام صلح ۲۶ دسمبر ۱۹۵۱ء) حالانکہ یہ جانتے ہوئے کہ مسیح موجود علیہ السلام کا منصب "امام آخرا زمان" ہے اور حضرت انہوں نے اپنے آپ کو مجدد عدی اور مجدد اللہ آخر فرمایا ہے اور یہ سب امیر ہے کہ جس طرح پیغمبر آخرا زمان کے زمانہ کی تعبیر ناممکن ہے ایسی طرح مسیح موجود امم آخرا زمان کے زمانہ کی تعبیر بھی ناممکن ہے پس مطابق ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایہ اللہ تعالیٰ خلفاء مسیح موجود ہیں اب محمد بن کے مصداق ہیں جس کی تصدیق و اثبات کی روشنی میں اور بھی نمایاں ہو جاتی ہے کہ خلافت احمدیہ کے زیر سایہ جماعت جس رنگ میں دن و گئی اور رات چو گئی ترقی

کر ہی ہے اس سے کسی بھی محقق کو انکار کی گنجائش نہیں ہے۔ خصوصاً حضرت خلیفۃ المسیح الثانی براعتراض کرنے والے حضرات کو حکیم الامت حضرت مولانا مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس تمہیہ کہ ہر وقت زیر نگاہ رکھنا چاہیے کہ "محمد کی خواہ کوئی کتنی شکایتیں ہمارے پاس کرے ہیں اس کی پرواہ نہیں ہمیں تو اس میں وہ چیز نظر آتی ہے جو ان کو نظر نہیں آتی یہ رکاب بہت بڑا ہے گا اور اس سے خدا تعالیٰ

عظیم الشان کام لے گا اور دینا از ممنون میاں عبداللہ صاحب صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذمت کی گئی کہ وہ پیش نظر امین ہند سطور کے الفاظ کے اپنے روئے پر غیر مبایعین سے عاجزانہ استدعا کرنا جو کہ وہ حق و باطل میں بخیر امتیاز کر کے جماعت مبایعین سے وابستگی اختیار کر کے اور ان کے حصول کے مستوجب نہیں ہیں۔

اعلانات نکاح

- ۱۔ مورخہ ۹ مئی ۱۹۸۰ء کو بعد نماز جمعہ مسجد اقصیٰ میں محترم حضرت صاحبزادہ مرزا دم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے سماء منصورہ عصمت صاحبہ بنت محکم مولوی برکت علی صاحب انعام رویش قادیان کے نکاح کا اعلان فرمایا جو محکم عبدالملک صاحب ملکانہ ابن محکم مولوی عبد رحیم صاحب ملکانہ درویش مرحوم حال مقیم مغربی جرمنی کے ساتھ مبلغ پندرہ ہزار روپے حق مہر پر طے پایا ہے۔ محترم حضرت صاحبزادہ صاحب نے ایجاب و قبول سے پہلے فریقین کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ محکم مولوی برکت علی صاحب انعام نے زمانہ دینی میں حفاظت مرکز کے اہم فریضہ کی بجائے آدمیوں میں نمایاں کام کیا ہے اور محکم مولوی عبد رحیم صاحب ملکانہ مرحوم ایک لمبے عرصہ تک انسپکٹریٹ المال کے طور پر سلسلہ کی خدمت بجالانے رہے ہیں۔
ایجاب و قبول کے بعد اجتماعی دعا فرمائی اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو فریقین کے لئے موجب رحمت و برکت کرے اور شہ شریعت حسنہ بنائے آمین
- ۲۔ مورخہ ۹ مئی ۱۹۸۰ء کو بعد نماز جمعہ مسجد مبارک میں محترم حضرت صاحبزادہ مرزا دم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے سماء نصیرہ صاحبہ بنت محکم سلیمان صاحب ملوی درویش قادیان کے نکاح کا محکم محمد رفیق عبداللیم صاحب ابن محکم محمد صیف صاحب ساکن حیدرآباد کے ساتھ مبلغ پانچ ہزار روپے حق مہر پر اعلان فرمایا اور ایجاب و قبول کے بعد اجتماعی دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر جہت سے برکت کرے۔
محکم محمد رفیق صاحب نے بفضلہ تعالیٰ صحت جسمانی میں مسر اندھرا کا ٹائٹل جیتا ہے اب وہ آل انڈیا سطح کے مقابلے میں شرکت کا ارادہ رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ اس میں بھی کامیابی بخشے آمین۔ بوضوئے مختلف مدت میں ۲۰ روپے ادا کئے ہیں خیر اللہ تعالیٰ احسن الخیرات۔
- ۳۔ محترم حضرت صاحبزادہ مرزا دم احمد صاحب امیر مقامی قادیان نے مورخہ ۵ مئی ۱۹۸۰ء کو بعد نماز جمعہ مسجد مبارک میں عزیزم مولوی محمد عمر صاحب تاملوری مبلغ ملیمہ احمدیہ ابن محکم عبد الرحمن صاحب استاد کے نکاح کا اعلان عزیزہ عصباح نسیم بنت محمد میسر احمد صاحب دیورگ (کرناٹک) کے ہمراہ مبلغ پندرہ ہزار روپے حق مہر فرمایا۔ خوشی کے اس موقع پر فریقین کی طرف سے پیکاری روپے درویشی پندرہ روپے اعانت بدر اور دس روپے شادی فڈ میں ادا ہوئے ہیں۔ جماعت و ذریعگان سلسلہ کی خدمت میں اس رشتہ کے ہر جہت سے بارگاہ اور شہ شریعت حسنہ ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے (نائب ناظر دعوتہ بلخ قادیان)۔
- ۴۔ مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۸۰ء کو مسجد احمدیہ کوڈیا تھیٹر کیرالہ میں مبارک بگ صاحبہ بنت دم یو ایچ صاحب معلم دفعہ جدید آف میٹھیٹور کیرالہ کے نکاح کا اعلان ہمراہ عزیزم بوز صاحب صاحب چیکوٹی آف کوڈیا تھیٹر کیرالہ بوضوئے حق مہر مبلغ ایک ہزار روپے کے۔ ایجاب و قبول فرمایا کہ یہ رشتہ فریقین کے لئے باعث برکت ہو اور شہ شریعت حسنہ اللہ تعالیٰ انہیں نوازے آمین۔ محکم عبدالرشید صاحب نے اس خوشی میں درویشی میں مبلغ ۱۰ روپے ادا کئے اور محکم یو ایچ صاحب نے مبلغ ۱۰ روپے مختلف مدت میں ادا کئے۔ خیر اللہ تعالیٰ احسن الخیرات۔

ہفتہ اطفال

۲۵ تا ۳۱ مئی ۱۹۸۰ء

جملہ تائیدین مجلس خدام الاحمدیہ بھارت مورخہ ۲۵ تا ۳۱ مئی ہفتہ اطفال میں تفصیلی اعلان بدر مجریہ ۸ مئی میں ہو چکا ہے اور خطوط بھی لکھے جا رہے ہیں۔ اس ہفتہ کو ہر لحاظ سے کامیاب بنانے کی سہولتوں سے کریں اور پھر اپنی مساعی جھیل سے دفتر مرکزی کو آگاہ کریں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔
مہتمم اطفال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزی قادیا

نظامِ خلافت - ایک عظیم روحانی انعام - ! بقیہ ادارتہ صفحہ ۲۲

سے بکھر کر نہ دیا۔ تب اس رال کے مختصر حصہ کے بعد مختصر مدق حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ انگاری پیشگوئی بھی من و عن پوری ہو گئی کہ
ثم تكون ملکاً عظیماً فتكون ما شاء الله ان تكون ثم
یرفعها الله ثم تكون ملکاً جبریة فتكون ما شاء الله
ان تكون - (مسند احمد بن حنبلہ ۱/۲۷۱)

یعنی امت مسلمہ اس ہتم بالشان روحانی انعام سے محروم کر دی گئی اور ان میں خلافت کے بابرکت نظام کی بجائے ظالمانہ بادشاہت اور جابرانہ حکومت مسلط ہو گئی اسلامی تاریخ کا یہی وہ الماک دور ہے جس میں یزید اور جنانح بن یوسف جیسے ظالم حکمرانوں کی خون آشام تلواروں نے نہ صرف ہزاروں معصوم اور بے گناہ مسلمانوں کو تہ تیغ کر دیا بلکہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر کوشہ حضرت امام حسینؑ، خاندانِ نبوت کے کئی دوسرے مقدس افراد اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عالی مرتبہ نواسہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو بھی اس ظلم و بربریت کا نشانہ بنے۔ انرض مسلمانوں نے اپنی غفلت اور کوتاہی کے نتیجے میں خلافت جلیسی عظیم روحانی نعمت کو اپنے ہاتھوں سے کھو دیا تھا آج بھی تمام عالم اسلام اس کی محرومی کے احساس کو اپنے سینے سے لگائے ہوئے ہے اور حسرت و بایوسی کے آنسو بہا رہا ہے۔

چودہ سو سال کے اس طویل عرصہ میں مسلمانوں نے بار بار اس امر کی کوشش کی کہ وہ کسی نہ کسی رنگ میں اس بابرکت نظام کو دوبارہ قائم کر کے تلافی جانات کر سکیں مگر انہیں ہمیشہ اپنی کوششوں اور تہناتوں کی پامالی ہی دیکھنا نصیب ہوئی ہے۔

نادرونایاب کتب

مندرجہ ذیل نادرونایاب کتب ہمارے ہاں دستیاب ہیں خواہشمند احباب مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت فرمائیں۔

- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مکتبہ الآراء تصنیف "اسلامی اصول کی فلاسفی" کا گجراتی و مرہٹی ترجمہ ہے۔
- حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی تصنیف "پیغام احمدیت" کا فارسی و گجراتی ترجمہ ہے۔
- حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؒ کی کتاب "حیات احمد علیہ السلام" مکمل جلدیں اور معارف القرآن کے متعلق لکھی ہوئی جملہ کتب ہے۔
- حضرت سید عبداللہ اردین صاحب کی انگریزی اور اردو کتب کا مکمل سیٹ

یوسف احمد الدین سیکرٹری ترقی اسلام
اللہ دین بلڈنگ - سکندر آباد
آندھرا پردیش - (بھارت)

تمام عالم اسلامی کی اس حسرت و محرومی کے بالعموم یہ محض اللہ تعالیٰ کا بے پایاں فضل و احسان ہے کہ اس نے اپنے حبیب صادق حضور نورا پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی
ثم تكون الخلافة علی من بعدنا من آلنا و آلنا
کے مطابق آپ ہی کے ایک ذرہ کامل اور روحانی خلیفہ جلیس سے اللہ اقدس مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پشت مندر سے طفیل قدرتِ نابینہ کی شکل میں پھر اس عظیم روحانی انعام سے سرفراز فرمایا ہے چنانچہ وہ کامیاب و باہر داد نظر تدرتِ ثانیہ کا انتہائی بابرکت زمانہ خلافت دیکھنے کے بعد آج ہم بفضلِ ایزدی اس کے تیسرے مظہر سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے انتہائی مبارک دورِ خلافت میں اللہ تعالیٰ کے غیر معمولی پیار اس کی خصوصی تائیدات اور اسلئے دھار بارش کی طرح نازل ہونے والے افضالِ سلسلے کے ایمان افزہ خردوں کا بھی مشاہدہ کر رہے ہیں۔ پس ۲۷ مئی کا یہ عظیم تاریخی دن جہاں میں اللہ تعالیٰ کے اس کراندر انعام کی عظمت و اہمیت کا احساس دلانا ہے وہاں میں ان شرائط پر عمل کیے ساتھ کار بند رہنے کی تلقین بھی کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے سورہ نور کی آیت استخلاف میں بیان فرمائی ہیں اور جن کا ثبوت باب آیت مذکورہ کے سیاق و سباق اور اسلامی تاریخ کے بیان شدہ سانحات کی روشنی میں یہ ہے کہ ہم ہمیشہ پورے صدق دل اور خلوص نیت کے ساتھ اس نعمتِ عظمیٰ کی قدر کرنے والے اور سران اس کے ساتھ گہری قلبی وابستگی اختیار کرنے والے بنیں۔ امام ہمام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و سلامتی، درازی عمر اور عقائد عالیہ میں فاضل المرامی کے لئے ہر لمحہ استقامت و اہمیت پر متصرفانہ دعائیں کرتے رہیں اور دربارِ خلافت سے جاری ہونے والے تمام احکام اور تحریکات پر ہمیشہ پورے اظہار کے ساتھ واہانہ لبیک کہنے والے ہوں یہ وہ رُوح ہے جو نہ صرف جامعیت کے تمام موجودہ افراد میں پوری طرح موجزن ہونی چاہیے بلکہ اسے احمدیت کی ہر آنے والے نسل کے ذہنوں میں بھی ایک سچ کی مانند راسخ کیا جانا چاہیے تاکہ ہم اور ہماری نسلیں قیامت تک اللہ تعالیٰ کے اس مشروط انعام کی وارث بننے چلی جائیں۔ حضرت اقدس مصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ بصیرت افزا اور فکر انگیز ارشاد گرامی اسی امر کی جانب ہماری راہ نمائی کر رہا ہے کہ
"اے دوستو! میری آخری نصیحت یہی ہے کہ سب برکتیں خلافت میں ہیں۔ نبوت ایک بیج ہوتی ہے جس کے بعد خلافت اس کی تاثیر کو دنیا میں پھیلا دیتی ہے تم خلافت کو مضبوطی سے پکڑو اور اس کی برکات سے دنیا کو متبع کر دو تا خدا تعالیٰ تم پر رحم کرے اور تم کو اس دنیا میں بھی اونچا کرے اور اس جہان میں بھی اونچا کرے (آین نامت) (الفضل ۳۰ مئی ۱۹۵۹ء)
= (خوشخبردار اور) =

VARIETY CHAPPAL PRODUCTS KANPUR
MANUFACTURERS & ORDER SUPPLIERS
PHONES: - 52325/52686

پائیدار بہترین ڈیزائن پر لیدر سول اور برٹیش
یکر سٹیل زناتہ و مردانہ چیلوں کا واحد مرکز

چپل پروڈکٹس ۲۲/۲۹
مکھنیا بازار کانپور (دریہ)

ہر قسم اور ہر ماڈل کے

موز کار - موز سائیکل - سکورس کی خرید و فروخت
اور تبادلہ کیلئے آؤٹ گیس کی خدمات حاصل فرمائیے

AUTOWINGS

32, SECOND MAIN ROAD
C.I.T. COLONY
MADRAS - 600004
Phone No - 16360

انگوس

تبرکات

اپنے آپ کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رکھو

مسلمانوں کی تباہی کے سبب پر غور کرو اور اپنے آپ کو موت کا شکار ہونے سے بچاؤ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں:-

”خدا تعالیٰ نے پھر اپنے فضل سے مسلمانوں کو دوبارہ زندہ کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ جماعت احمدیہ میں خلافت قائم کی ہے۔ اس لئے میں اپنی جماعت سے کہتا ہوں کہ تمہارا کام یہ ہے کہ تم ہمیشہ اپنے آپ کو خلافت سے وابستہ رکھو اور خلافت کے قیام کے لئے قربانیاں کرتے چلے جاؤ۔ اگر تم ایسا کرو گے تو خلافت تم میں ہمیشہ قائم رہے گی۔ خلافت تمہارے ہاتھ میں خدا تعالیٰ نے دی ہی اس لئے ہے تا وہ کہہ سکے کہ میں نے اسے تمہارے ہاتھ میں دیا تھا اگر تم چاہتے تو یہ چیز تم میں قائم رہتی اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اسے ایسا ہی طور پر بھی قائم کر سکتا تھا مگر اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ اس نے یہ کہا کہ اگر تم خلافت کو قائم رکھنا چاہو گے تو میں بھی اسے قائم رکھوں گا گویا اسی لئے تمہارے منہ سے کہلوانا ہے کہ تم خلافت چاہتے ہو یا نہیں چاہتے یا خلافت کے انتخاب میں اہلیت نہ نظر فرمادو تو تم اس نعمت کو کھو بیٹھو گے۔ پس مسلمانوں کی تباہی کے اسباب پر غور کرو اور اپنے آپ کو موت کا شکار ہونے سے بچاؤ۔ تمہاری عقلیں تیز ہونی چاہئیں اور تمہارے حوصلے بلند ہونے چاہئیں تم وہ چٹان نہ بنو جو دریا کے رخ کو پھیر دیتی ہے بلکہ تمہارا کام یہ ہے کہ تم وہ چینل بن جاؤ جو پانی کو آسانی سے گزارتی ہے۔ تم ایک نیشنل ہو جس کا کام یہ ہے کہ وہ فیضانِ الہی جو رسولِ کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ حاصل ہوا اسے آگے چلاتا چلا جاتا ہے اگر تم ایسا کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے تو تم ایک ایسی قوم بن جاؤ گے جو کبھی نہیں مرے گی اور اگر تم اس فیضانِ الہی کے راستہ میں روک بن گئے اس کے راستہ میں بہتھوڑ بن کر کھڑے ہو گئے تو وہ تمہاری قوم کی تباہی کا وقت ہو گا۔ پھر تمہاری عمر کبھی لمبی نہیں ہوگی اور تم اسی طرح مر جاؤ گے جس طرح پہلی قومیں مر گئیں۔“

تفسیر کبیر جلد نمبر ۵ صفحہ نمبر ۳ ص ۱۱۹ و ۱۲۰

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایف ۱۵ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اعلان کیا جاتا ہے کہ اس سال جلسہ لائے قادیان انشاء اللہ تعالیٰ ۱۸/۱۹/۲۰ فتح دومبر ۱۹۸۰ء کی تاریخوں میں منعقد ہوگا۔ احباب اس عظیم روحانی اجتماع میں شرکت کے لئے ابھی سے تیاری شروع فرمائیں جو احباب جلسہ سالانہ روبرو میں شمولیت کی خواہش رکھتے ہوں وہ جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت کے بعد جلسہ سالانہ روبرو میں تشریف لے جاسکتے ہیں اور قادیان دربرہ کے روحانی اجتماعوں سے تعلق ہو سکتے ہیں اللہ تعالیٰ احباب کو توفیق عطا فرمائے اور زیادہ سے زیادہ احباب اس روحانی اجتماع میں شرکت فرمائیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

۱۳۵۹ھ

۱۸/۱۹/۲۰

۱۹/۲۰

۲۰/۲۱

جلسہ لائے قادیان